عاشقِ رسول، امیر اہلسنت
مولانا محمد الیاس عطّار قادری دامت برکاتہم العالیہ
پر اعتراضات کے جوابات

مظلوم مبلغ

از

مولانا عابد علی عائدؔ حجازی

مدرس: مدرسہ غوثیہ رضویہ، سوکن ونڈ، پسرور

مقیم: چکرالی، نارنگ منڈی، پنجاب (پاکستان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ہ و صلی اللہ علی النبی الکریم

الانتساب

......ان تمام مُنصِف طبائع کے نام جو غلط فہمیوں کے ریگزاروں میں

بھٹکنے والوں سے مس ہو کر آتی یاسیت و یاسیت (خشکی و مایوسی)

کی سرسراتی ہواؤں سے گلشنِ دماغ میں کھلتے

حسن ظن کے

☆ پھولوں ☆

کے بچاؤ کیلئے

حقیقت شناسی، حق آشنائی اور حکمت و دانائی

کی دیوار کی پناہ لئے ہیں......اور

اللّٰھُمَّ! ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الظّٰالِمِیْنَ

کے وِرد سے

اہل کفر و نفاق اور صاحبانِ ضد و باعثینِ افتراق کے مقابل

رہِ حق و سلامت و اعتدال پر استقامت

کے مُستدعی ہیں......

صَــفَــحُــنَــا عَــنْ بَــنِــی ذُهْــل
وَ قُــلْــنَــا الْــقَــوْمُ اُخْــوانٗ

ہم بنی ذہل (قبیلے) سے درگزر کرتے رہے اور کہتے رہے کہ یہ لوگ ہمارے بھائی ہیں

عَسَــــی الْاَیَّـــــامُ اَنْ یَــــرْجِ
عْــنَ قَــوْمــاً كَــالَّــذِی كَــانُــوْا

نیز یہ امید لگائے رہے کہ عنقریب یہ لوگ ترش روئی ترک کر کے پہلے کی طرح ہو جائیں گے

فَــلَــمَّــا صَــرَّحَ الشَّــرّ
وَ اَمْــسَــی وَ هُــوَ عُــرْیَــانٗ

مگر جب وہ اپنی کج روی سے باز نہ آئے اور ان کا شر کھل کر سامنے آگیا،

لَــمْ یَبْــقَ سِــوَی الْــعُــدْوا
نِ دِنَّــاهُــمْ كَــمَــا دَانُــوا

ان کی طرف سے سوائے عداوت کے کچھ باقی نہ رہا تو اب ہم نے بھی انہیں برابر کا جواب دینے کی ٹھان لی

مَشَیْــنَــا مِشْیَةَ الــلَّــیْــث
غَــدَا وَ الــلَّــیْــثُ غَــضْــبَــانٗ

تو ہمارا مقابلے کے لئے آگے بڑھنا شیر کی طرح ہے اور حملہ اس حال میں ہے کہ انتقام کا شیر غضبناک ہے۔

وَ بَــعْــضُ الْــحِــلْــمِ عِــنْــدَ الْــجَ
هْــلِ لِــلــذِّلَةِ اِذْعَــانٗ

کیونکہ بعض اوقات کسی کی جہالت خاموشی سے برداشت کر لینا باعث ذلت ہو جاتا ہے،

(کسی نے شاید صحیح کہا ہے کہ) ع ......خاموشی سے بھی ظالم کو مدد ملتی ہے

وَ فِــی الشَّــرِّ نَــجَــاةٌ حِــیْ
نَ لَا یُــنْــجِــیْــكَ اِحْــسَــانٗ

نیز جب احسان و نرم خوئی سے سامنے والا ناجائز فائدہ اٹھائے اور اسے سمجھانا نافع نہ ہو

تو پھر کامیابی 'اینٹ کا جواب پتھر سے' دینے میں ہی حاصل ہوتی ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥ الصلاۃ و السلام علیک یا رسول اللہ

؎ تم ایک قطرہ روک نہ پائے اشکوں کا
ہم آنکھوں میں دریا روکے بیٹھے ہیں

امیر اہلسنّت مولانا الیاس صاحب عطاؔر قادری دامت برکاتہم العالیہ کی شخصیت اپنے عظیم اصلاحی کارناموں اور اجراءِ شریعت و احیاءِ سنت کے گرامی کاموں کی بنا پر پوری دنیائے اسلام میں نہایت اچھے ریمارکس (Remarks) سے متعارف و مشہور ہے۔ جو کام کرتا ہے، نظروں میں آتا ہے۔ مگر چونکہ ساری نظر نظر ہی کی بات ہے اس لئے یہ ضروری نہیں کہ اس منظور الیہ کیلئے ہر نظر درست زاویہ لئے ہو۔ بعضوں کی نظریں ہی کج (بھینگی) ہوتی ہیں اور بعض بتکلف ایسا کرلیتے ہیں۔ کچھ کور نظر محرومِ نظارہ رہتے ہیں جبکہ نظرِ تحسین والے خوش نظروں کی بھی کمی نہیں، بلکہ مولانا الیاس قادری صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے معاملے میں ایسے درست نظر، عاشق صفت افراد کی تو ایسی کثرت ہے کہ مقدم الذکر نظروں والوں سمیت دنیا دنگ ہے کہ ان کیلئے اتنی نظریں کیسے اور کیوں کر فرشِ راہ ہوگئیں؟ مگر کیا وہ یہ جانتے نہیں کہ اس مرتبے پہ فائز......

ع...... وہی ہوتا ہے جو 'منظورِ خدا' ہوتا ہے

مولانا الیاس قادری صاحب دامت برکاتہم کی بنا کردہ تحریک 'دعوت اسلامی' ان کا سب سے نمایاں کارنامہ ہے۔ ہم جہانِ سنیت میں دعوت اسلامی کی اہمیت وضرورت سے بخوبی آگاہ ہیں اور یہ بات بھی ہم میں سے کسی سے مخفی نہیں ہے کہ دعوتِ اسلامی کو باقاعدہ وجود میں لانے سے لیکر عروج کی ان بلندیوں تک پہنچانے میں کس ہستی کی دماغ سوزی، جگر کاوی اور تن دہی کارگر ہے۔ بانیٔ دعوت اسلامی، امیر اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ نے اپنی بے مثل صلاحیتوں، پرخلوص کوششوں اور ان تھک جد و جہد سے یہ مدنی تحریک پروان چڑھائی اور آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی بلاشبہ اس وقت اسلامی دنیا کے سر کا سہرا، روئے زمین پر اہل حق کی سب سے بڑی تنظیم اور سنیت کی ناک بن چکی ہے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اس تحریک نے ایسے ایسے بگڑے ہوؤں کی اصلاح کردی جن کے بارے میں لوگ حتماً وقطعاً کہتے تھے کہ 'یہ نہیں سدھر سکتا' جو کل تک ہاتھ میں اسلحہ اٹھائے پھرتے تھے اس سراپا خیر تحریک نے ان کے ہاتھوں میں قرآن مع ترجمۂ امامِ عاشقان کنزالایمان، فیضان سنت اور دیگر اسلامی، اصلاحی کتب تھما دیں۔ اس تحریک نیک نامی 'دعوت اسلامی' پر ہم اور یہ جتنا ناز کریں کم ہے۔ اب تو ہر کوئی یہ کہتا ہے کہ 'مجھے دعوت اسلامی سے پیار ہے' کیوں؟ اس کا جواب اپنی ایک نظم میں یہ خود ہی ارشاد فرماتے ہیں کہ ؎

بھائیو تم جانتے ہو کہ مجھے — دعوت اسلامی سے کیوں پیار ہے؟
چور ڈاکو آئے تائب ہو گئے — دعوت اسلامی سے یوں پیار ہے
بے نمازی آئے نمازی ہو گئے — دعوت اسلامی سے یوں پیار ہے
شرابی و زانی بھی تائب ہو گئے — دعوت اسلامی سے یوں پیار ہے

مولانا الیاس صاحب عطّار قادری مدظلہ العالی نے گویا کہ خود کو مکمل طور پر امت کی خیر خواہی کیلئے وقف کیا ہوا ہے۔ یہ آپ ہی کی انتھک کوششوں کا نتیجہ ہے کہ مختصر سے عرصے میں 'دعوتِ اسلامی' کا پیغام دنیا کے 56 ممالک میں پہنچ چکا ہے۔ ہزاروں مقامات پر ہفتہ وار اجتماعات میں بے شمار مبلغین اصلاحِ امت کے کاموں میں مصروفِ عمل ہیں۔ آپ نے اپنی بہترین حکمت عملی سے اس عظیم تحریک کو بہت مضبوط، پائیدار اور نافع بناتے ہوئے اس میں اسلامی ضروریات کے بہت سے شعبے قائم کر دئے ہیں۔ جیسے مساجد کی تعمیرات کیلئے 'خدام المساجد'، حفظ و ناظرہ کیلئے 'مدرسۃ المدینہ' (جسکی سینکڑوں شاخوں میں ہزاروں حفاظ تیار ہو رہے ہیں)، بالغان کی تعلیمِ قرآن کیلئے 'مدرسۃ المدینہ برائے بالغان'، فتاویٰ کیلئے 'دار الافتاء'، علماء کی تیاری کیلئے 'جامعۃ المدینہ' (جس کی بیسیوں شاخوں میں سینکڑوں علماء تیار ہو رہے ہیں)، مفتی بننے کیلئے 'تخصص فی الفقہ'، امت کو درپیش جدید مسائل کے حل کیلئے 'مجلسِ تحقیقاتِ شرعیہ'، جدید مُصنِّفین و مُؤلِّفین کی کُتُب کو عقائد، کفریات، اَخلاقیات، عَرَبی عبارات اور فقہی مسائل کے حوالے سے ملاحظہ کرنے کیلئے 'مجلسِ تفتیشِ کُتُب و رسائل'، روحانی علاج کیلئے 'مجلس مکتوبات و تعویذات'، اسلامی بہنوں کو باحیا بنانے کے لئے ان کے 'ہفتہ وار اجتماعات و دیگر مدنی کام'، 'گونگے بہرے، نابینا اور جیلوں میں قید اسلامی بھائیوں کی اِصلاح' کیلئے مجالس کا قیام۔ انٹرینٹ کے ذریعے دنیا بھر میں اسلام کا پیغام عام کرنے کا اہتمام۔ اسی طرح مسلمانوں کو باعمل بنانے کیلئے 'مدنی انعامات کا تحفہ' اور دنیا بھر کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لئے دنیا کے کئی ممالک میں 'مدنی قافلوں اور ہفتہ وار اجتماعات' کا جال بچھا دیا۔ عالمی اور صُوبائی سطح پر بھی سنّتوں بھرے اجتماعات کا سلسلہ شروع کیا۔ جن میں ہزاروں، لاکھوں عاشقانِ رسول شرکت کرتے ہیں۔ ملتان شریف میں کثیر رقبے پر ہر سال تین دن کا بین الاقوامی سنّتوں بھرا اجتماع ہوتا ہے جو بلاشبہ حج کے بعد مسلمانوں کا سب سے بڑا اجتماع ہوتا ہے۔ اس میں دنیا کے کئی ممالک سے قافلے شرکت کرتے ہیں۔ پھر 'مختلف سطح کی مشاورتیں' اور اس طرح کے سنتوں کی خدمت کے کئی شعبے قائم کر کے سارا نظام 'مرکزی مجلسِ شوریٰ' کے سپرد کر دیا اور انہیں مکمل طور پر تنظیمی فیصلوں کے لئے بااختیار بنا کر ڈکٹیٹر شپ کی نفی اور اپنے خلوص کا اثبات فرما دیا۔ یہ الگ بات ہے کہ ارکان شوریٰ اپنے اس مُربی و محسن کا دامن مضبوطی سے تھامے رہیں اور ان کی اطاعت لازم جانیں۔ اس کے علاوہ مولانا بیانات اور مدنی مذاکروں کی کیسٹوں اور تحریری رسائل و کتب کی صورت میں بھی مسلمانانِ عالم کو فیض لٹا رہے ہیں، اور ان کا مادی نفع بھی دینی کاموں لئے وقف کر چکے ہیں۔ (اس طرح کی معلومات 'احساس ذمہ داری' اور 'دعوت اسلامی کا تعارف' نامی رسالوں وغیرہ میں مذکور ہیں۔)

سنت کو پھیلایا ہے امیر اہلسنّت نے
بدعت کو مٹایا ہے امیر اہلسنّت نے

ہزاروں گم رہوں کو وعظ اور تحریر سے اپنی
رہ جنت دکھایا ہے امیر اہلسنّت نے

کرا کر بہت سے کفار اور فجار کو تائب
جہنم سے بچایا ہے امیر اہلسنّت نے

ہزاروں عاشقان لندن و پیرس کو دیوانہ
مدینے کا بنایا ہے امیر اہلسنّت نے

لاکھوں فیشنی چہروں کو داڑھی اور سروں کو بھی
عمامے سے سجایا ہے امیر اہلسنّت نے

وہ 'فیضانِ مدینہ' رات دن تقسیم کرتا ہے
جسے مرکز بنایا ہے امیر اہلسنّت نے

بہت محنت لگن سے اپنے پیارے دین کا ڈنکا
دنیا میں بجایا ہے امیر اہلسنّت نے

الٰہی پھولتا پھلتا رہے روز حشر تک یہ
گلستاں جو لگایا ہے امیر اہلسنّت نے

اس ناکارہ عائذ کو خلوص اپنے کی شمع کا
پروانہ بنایا ہے امیر اہلسنّت نے

المیہ یہ ہے کہ اناج کو گھن اور لکڑی کو دیمک سے استغناء نہیں۔ مگر یہ ان کا غیر ہیں جبکہ اسلام کو جب بھی نقصان پہنچا اس کے پیچھے اکثر اپنوں کا ہاتھ کارگزار رہا۔ اس میں وفا کیش نادان دوستوں کی ''خیر خواہی'' بھی چشم براہِ فساد رہی اور جفا پیشہ افراد کی صفتِ غداری بھی باعثِ عناد رہی۔ پھر یہ سپوت کسی دور میں اپنے کرتوت سے باز نہ آئے اور داعیانِ اسلام کا ان کے ہاتھوں زک اٹھانا کوئی نئی بات نہ رہی ؎

دیکھا جو تیر کھا کے کمین گاہ کی طرف — اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہوگئی

پچھلے چند سالوں سے امیر اہلسنّت مولانا محمد الیاس صاحب عطاؔر قادری دامت برکاتہم العالیہ کی مبارک شخصیت بھی کچھ ایسے ہی حادثات سے دوچار ہے۔ باوجودیکہ امیر اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ نے سنیت کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ ان کی ہمہ جہت شخصیت نے سننِ ماہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور شعائر و معمولاتِ اہلِ سنت کو اپنی انہی پر خلوص کوششوں کی برکت سے نئی زندگی بخش کر عالم اسلام پر جو احسان عظیم فرمایا ہر اہل فہم و دانش اس کے بارے میں آگہی و اعتراف کا حامل ہے۔ اس پر علماء اہلسنّت کے تاثرات بھی شاہد عادل ہیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ امیر اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کی بے لوث خدمات اور ان کے عظیم احسانات کا انہیں اچھا بدلہ دیا جائے مگر

آہ ہ ہ ہ ہ!!! امیر اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ سراپا خیر محسن اور............

اسے ایجنسیوں کی سازش کہئے یا کیا کہ کبھی کوئی اہم ذمے دار، ان کی بنا فرمودہ عظیم تحریک پاش پاش کرنے کا ناپاک و نامراد فعل کر کے روسیاہ ہوتا ہے تو کبھی کوئی ہستی ان ہی کی شخصیت کو ڈیمیج (Deamage) کرنے کے ساتھ اس مبارک تحریک کے تباہ کرنے کا مذموم و مردود اقدام کر گزرتی ہے۔ جبکہ بعض عاقبت نا اندیش اب بھی ان کے خلاف بیہودہ ذہن سازی و فتنہ انگیز وسوسہ اندازی کر کے ان کے شروع کردہ دینی کاموں میں رکاوٹیں کھڑی کر کے اپنی آخرت برباد کرنے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔ ایک طرف سنیت کے پرچار کے بعض نام نہاد مجلّے ہیں کہ (بدمذہبی و کفر کے خلاف صف بستہ رہنے کے بجائے) عالمگیر سطح پر اسلام و سنیت کی اس واحد نمائندہ تنظیم کے انقلابی اصلاحی کام کو زد پر رکھنے (کی ناکام کوششوں میں) ہی میں اپنا اور دوسروں کا وقت و مال برباد کئے چلے جا رہے ہیں۔ جن میں 'رضائے مصطفیٰ' نام کا ماہنامہ، نامی گرامی ہے ؎

ذکر حشر آتا ہے تو ظالم یہ سوچ آتا ہے — ہائے! اس روز تجھے کیسی ندامت ہوگی

اس سلسلے میں میں نے 'رضائے مصطفیٰ' والوں کو (مولانا الیاس قادری صاحب دام ظلہٗ کے بارے میں) ان کی بعض غلط فہمیوں کے ازالے پر مشتمل ایک مکتوب ارسال کرنے کی جسارت کی تھی۔ مگر طویل، اطوَل انتظار کے بعد بھی کوئی مثبت جواب نہ پا کر طرزِ فکر و نظر کے منصف ہونے کے حوالے سے مشوّش ہوا۔ بات یہیں تک رہتی تو میں پھر بھی بایں خیال خاموش ہی رہتا کہ مسلمانانِ اہلسنّت میں پہلے ہی انتشار و افتراق کثیر ہے اور مولانا الیاس قادری صاحب اور مرکزِ دعوت اسلامی بھی اسی خیال سے باوجود وسائل وافرہ درگزر کر رہے ہیں، مگر پھر اس قبیلے کے ایک 'فرد' نے رنگ بدل کر مہذب جارحیت کا التزام کرتے ہوئے مولانا الیاس قادری صاحب کی شخصیت پر بے جا اعتراضات کی بوچھاڑ کر دی۔ جس سے...... ؎

پھر بھڑک اٹھا یہ فتیلہ بجھا ہوا　　پھر دل میں آہِ سرد ہوئی میرے شعلہ زن

اب ضروری محسوس ہوا کہ ایسی نیک نام تحریک اور ایسی عظیم شخصیت کے بارے میں عوام کے ذہن میں تشکیک کے کانٹے چبھونے کی جو نامراد کوشش ہے اس کا بھانڈا حقائق کے چوراہے میں پھوڑا جائے تاکہ اِحیاءِ سنت کے علمبردار، محترم و محسن امیر مولانا محمد الیاس عطّار قادری صاحب کا ایک...... **مظلوم مبلغ** ......ہونا واضح ہو اور ان کی فروغِ سنت و سنیت کی عالمگیر مبارک تحریک کی نفع رسانی ہرگز متاثر نہ ہو۔ چنانچہ فی الحال رضائے مصطفیٰ والوں کو ارسال کردہ مکتوب بتغیر و اضافۂ یسیر اور اس کے ساتھ کچھ کلام بر کلامِ فردِ مذکور چھاپنے کی جسارت کرتا ہوں۔ ضرورت پیش آئی تو محسن و امیر اہلسنّت مولانا الیاس صاحب عطّار قادری کی حمایت و نصرت و خیر خواہی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرتے ہوئے ان مقالوں کی تسہیل و توضیح اور مقالات جدیدہ کی تصنیف و تالیف جاری و ساری رکھوں گا۔ ؎

بند ہونٹوں کا تھا سبب کوئی　　وقت آیا ہے ہم بھی بولیں گے

اور وضاحت کرتا چلوں کہ ؎

ڈھول ڈھپا 'اِس خطایا کار' کا شیوا نہیں　　'وہ' ہی کر بیٹھے تھے غالبؔ پیش دستی ایک دن

....

و نحن لمن قد سائنا سم قاتل　　من لم یصدّق فلیجرب و یعتدی

خادمِ سنیت و علماءِ اہلسنّت

عابد علی عائذؔ حجازی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥ الصلاۃ و السلام علیک یا رسول اللہ

قبلہ مولانا حاجی ابوداود محمد صادق صاحب دام ظلہ بالخیر والعافیۃ کی بارگاہ میں بصد نیاز،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ،

حضور والا! میں آپ کا عقیدت مند اور قدیم خادم ہوں۔ مدت سے آپ کے ادارے کے جاری کردہ ماہنامہ 'رضائے مصطفیٰ' کا قاری رہا ہوں۔ مگر اس کے انداز سے بہت دل گرفتہ و رنجور ہوں کہ بعض مسلمہ معظم شخصیات کے بارے میں بھی یہ حدِ اعتدال سے نکل چکا ہے۔ میں نے ان تحریروں کے بعد احوالِ واقعی کا جائزہ لیا تو مجھے اکثر امور میں ادارہ رضائے مصطفیٰ والوں کا غلط فہمی میں مبتلا ہونا معلوم ہوا۔ اس سے مجھ پر ظاہر ہوا کہ حق گوئی کا زعم وشہرہ، حق گوئی پر کاربند رہنے کے لئے کافی نہیں ہے۔

عالی جاہ! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مطالعے سے جہاں تک آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مبارک طبیعت سمجھ میں آتی ہے، آپ کے ادارے والوں کا طرزِ عمل اس سے بہت ہٹ کر ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رسالہ 'حجب العوار عن مخدوم بہار' کے دوسرے ہی صفحے پر ضمناً حضرت امام غزالی کا قول ذکر فرماتے ہیں کہ 'فلا یجوز ان یری المسلم بفسق او کفر من غیر تحقیق، تو کسی مسلمان کی طرف بلا تحقیق کفر یا فسق کی نسبت اصلاً جائز نہیں'۔ اس کے بعد وہ احادیث ذکر فرمائیں جن سے ثابت ہے کہ کسی کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے اگر وہ کافر نہ تھا۔ یوں ہی فسق کی طرف نسبت کرنے والا فاسق ہو جاتا ہے اگر وہ فاسق نہ تھا'

یونہی الملفوظ حصہ اول ص ۴۰ پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان ہے، 'جہاں اختلافات فرعیہ ہوں جیسے باہم حنفیہ وشافعیہ وغیرہما فِرَقِ اہلسنّت میں، وہاں ہرگز ایک دوسرے کو برا کہنا جائز نہیں اور فحش ودُشنام جس سے دہن آلودہ ہو کسی کو بھی نہ چاہئے'۔

اسی الملفوظ حصہ اول ص ۳۲ پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا (ایک ایسے شخص کے بارے میں جسے آپ نے نرمی سے سمجھایا) فرمان ہے،

'دیکھو! نرمی کے جو فوائد ہیں وہ سختی میں ہرگز حاصل نہیں ہو سکتے۔ اگر اس شخص سے سختی برتی جاتی تو ہرگز یہ بات نہ ہوتی'

اس کے علاوہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بیسیوں مکتوبات اس بات پر شاہد ہیں کہ جن میں آپ نے مسائل (بالخصوص مختلف فیہ) میں نرمی اور لحاظِ مراتب پیشِ نظر رکھا (ان مکتوبات کا اندراج یہاں طوالت کا باعث ہے ورنہ میں بیسیوں اقتباسات ان میں سے پیش کرتا، مگر وہ 'کلیاتِ مکاتیبِ رضا' میں ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں)۔ نیز سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی شانِ لطافت وکرامت اور مسلمانوں کی عِرض وعزت کی حفاظت کی عظیم صداقت کا نظارہ کیجئے، پورا فتاویٰ رضویہ شریف تیس کی تیس جلدیں پڑھ ڈالئے، آپ کو کہیں بھی کسی صحیح العقیدہ عالم کے بارے میں ناموزوں خلافِ ادب الفاظ تک نہ ملیں گے۔

اب قابلِ شکوہ اور غور طلب بات یہ ہے کہ آپ کے اس ادارے والے خلافِ واقع اعلیٰ حضرت اور اکابرینِ اہلسنّت رحمہم اللہ تعالیٰ کا اتنا مکروہ تصور عوام کو کیوں دینا چاہتے ہیں کہ جس میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت کی بھی پیروی نہ ہو۔

بہتر تھا کہ لکھتے ہی اغیار کے رد میں　　　کیا ہوا کیوں پڑ گئے اخیار کے کد میں

حضرت صاحب! آپ ہمارے اکابر میں سے ہیں۔ میں آپ کو برا کہتا ہوں نہ سمجھتا ہوں، مگر مُشیر و مصاحب کسی کو ڈبونے، ترانے میں بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ خدارا، ان کی ناقص معلومات پر ہرگز اطمئنان نہ فرمایا کریں بلکہ صاحبِ معاملہ سے رجوع، تحقیقِ معاملہ اور یہ غور فرما لینے کے بعد ہی انہیں کچھ چھاپنے کی اجازت مرحمت فرمایا کریں کہ اس میں دین وسنیت کا نقصان ہو گا یا فائدہ۔ پھر اس میں حفظ ولحاظِ مراتب بھی ضرور لائقِ ملاحظہ ہے۔ ایک کم فہم شخص بھی سمجھتا ہے کہ تہذیب وتمیز کیا چیز ہوتی ہے۔ ایک اختلافی مسئلے کی بنا پر اور وہ بھی بلا تحقیق، اتنے گرے ہوئے الفاظ ایسی ہستی کے لئے استعمال کرنا کہ جس کی بدولت بلا شبہ لاکھوں مسلمان تارکِ محرّمات ہو کر فرائض وواجبات اور سنن ومستحبات کے پابند ہو گئے، انتہائی ناشائستگی ہے۔ جی ہاں، میری مراد محسنِ اہلسنّت مولانا الیاس قادری صاحب ہی ہیں کہ جن کی خدماتِ دینیہ ایسی تو نہ تھیں کہ جنہیں بالکل درخورِ اعتنا (قابلِ توجہ) ہی نہ سمجھا جائے۔ یہ حقیقت ثابتہ ہے کہ انہوں نے سنیت کے لئے جو کام کر دیا ہے ہم ان کا صحیح طور پر شکریہ بھی ادا نہیں کر سکتے۔ مگر پھر بھی ہمیں کم از کم ان کا احسان تو ضرور تسلیم کرنا چاہئے۔ فرمانِ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے، 'مَنْ لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ' یعنی 'جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کیا اس نے اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا۔' آپ کے ادارے والے اگر ان کا شکریہ ادا نہیں کر سکتے تو کم از کم انہیں برا بھلا کہہ کر ناشکر گزاری کی انتہا تک تو نہ پہنچیں۔ مگر کس قدر دکھ کی بات ہے کہ اس ہستی کے لئے ایسے گرے ہوئے الفاظ استعمال کئے گئے کہ حق العبد جیسے اہم فرض کا لحاظ بھی پیشِ نظر نہ رہا۔ مزید برآں کہ جس مسلمان سنی کے جتنے متعلقین، محبین زیادہ ہوں اس کے بارے میں اتنا ہی زیادہ محتاط رہنا ضروری سمجھ میں آتا ہے کہ کہیں اس کے بارے میں نازیبا لکھ بول کر ان سب کی دل آزاری کا موجب نہ بنا جائے۔ مگر یہاں ان خطرات کو پسِ پشت ڈال کر کس طرح دیدہ دلیری سے یہ کام بھی سرانجام دے دیا گیا جس پر بلاشبہ یہ لاکھوں عباد کے حقوق میں مبتلا ہو گئے کہ جو لوگ بھی اصل معاملے سے آگاہ تھے وہ ضرور 'ادارہ رضائے مصطفیٰ' والوں کے اس طریقہ بے سلیقہ سے سخت نالاں ہوئے۔ آپ از راہِ کرم ان کی اتنی تہدید تو فرمائیں کہ ؎

جب سرِ محشر وہ پوچھیں گے بلا کر سامنے　　　کیا جوابِ جرم دو گے تم خدا کے سامنے

پھر ان کی تحریروں سے صاف ہُویدا ہوا جاتا ہے کہ انہیں فقہ اور اصولِ فقہ سے کتنا مَس ہے۔ ان کی بہت سی تحریروں میں، باوجود بے بضاعتی کے، میں نے بھی ان کی فقہی کمزوری پائی ہے۔ اس پہ طرہ یہ کہ بہت سنجیدہ، شستہ فقہی تحقیق کے جواب میں بھی بہت گھٹیا الفاظ کی 'پھبکی پھٹیک' پیش کر کے بالکل غیر فقہی عامیانہ انداز اپنا لیتے ہیں۔ اس موقع پر کسی فقہی ذوق والے شخص سے

پوچھئے کہ اس کی نازک خیالی پہ کیا گزرتی اور اس کی نظر میں ان کی بدذوقی کی کیسی تصویر کھنچتی ہے۔ مزید برآں، ان پھوہڑ تحریروں کے متصل ہی بزرگوں کا تصور پیش کر دیتے ہیں، جو بہت غلط مفہوم دیتا اور کراہت بالائے کراہت کو لازم کرتا ہے۔ لہٰذا ان کی بارگاہ میں میری طرف سے خصوصی عرضداشت پیش فرماویں کہ 'لکل فن رجال' (ہر فن کے لئے اس کے ماہرین ہوتے ہیں، یعنی جس کا کام اس کو ساجھے)۔ جب یہ ان کے بس کا کام نہیں تو کیوں اپنے آپ کو خواہ مخواہ تکلف میں مبتلا فرماتے اور عہدہ برآئی میں دشواری پا کر طیش دکھاتے ہیں۔ ﴿لا یکلف اللہ نفسا الا وسعها﴾ یعنی (اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر) کی آیت سے جب انہیں رخصت حاصل ہے تو یہ اپنے ہر فن مولی ہونے کا ناکام ثبوت دینے کے بجائے یہ کام اس کے رجال...... کہ بحمد اللہ تعالی، اللہ تعالی نے کوئی زمانہ ان کی برکتوں سے خالی نہ رکھا...... ہی کے زیر خدمت رہنے دیں اور خود اپنے مخصوص فن، ردِ کافراں و بدمذہباں ہی میں طبع آزمائی فرماتے رہیں۔ یہی فطری طرز ہے اور اسی میں عافیت ہے ۔

بہتر تھا کہ لکھتے ہی اغیار کے رد میں | کیا ہوا کیوں پڑ گئے اخیار کے کد میں

اگر یہ کسی مسئلہ میں یہ زعم کرتے ہوئے کہ کسی کی تحقیق اکابر کی تحقیق سے ٹکرا رہی ہے، دخل انداز ہوا ہی چاہیں تو اولاً انہیں کم از کم اس ٹکراؤ کی تطبیق وعدمِ تطبیق کی صورتیں اور احکام تو معلوم ہونے چاہئیں۔ اس کیلئے میں انہیں پُر زور اپیل کروں گا کہ ہو سکے تو پورا فتاوی رضویہ شریف ورنہ کم از کم اس کا سب سے پہلا رسالہ 'اجلی الاعلام اَن الفتوی مطلقا علی قول الامام' نیز سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فتاوی رضویہ شریف میں جہاں جہاں رسوم المفتی بیان فرمائے ہیں ضرور ضرور ضرور مطالعے میں لے آئیں اور کسی فقیہ سے اچھی طرح سمجھ لیں۔ کیونکہ انہوں نے اکثر ان اصولوں سے ہٹنے ہی میں ٹھوکر کھائی ہے۔

کاش! اے کاش! شروع ہی سے اس قسم کے سنی افراد اگر ان اصولوں کو حرزِ جاں بناتے، پھر موقع آنے پر کہ 'واقعی' کسی کی ہنگائی اسلاف کی فقہی تحقیق سے ٹکرائی، تو سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمۃ کا مبارک انداز اپناتے، یعنی مخلص مسلمان اور بدمذہب شیطان میں فرق کا ایمانی تقاضا نبھاتے اور تحریر میں بھی اپنا وقار قائم رکھ کر بچگانہ باتوں اور سطحیت سے گریز فرماتے تو آج انکی یہ عادت اتنی پختہ نہ ہوتی کہ ایک عظیم دینی شخصیت کا سنت وسُنّیت کی خدمت کا سب کام، رضویت وخوش عقیدگی کا فروغِ تام، عمل بالسنۃ کی جمیع ترغیب بمرام، بے عملی کے اختتام کی سعی تمام، دفعِ مفسدات کا انتظامِ خوش انجام اور مقاصدِ دینیہ کے حصول کا جملہ اہتمام، چشم زدن میں نشترِ احباط کی نظر ہو کر بے اتفاقی کی ایسی کھائی میں پڑا کہ اب اس کیلئے دعا نہ سلام۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العظیم السلام۔

میرا مقصود یہاں فقہی ابحاث لانا تو نہ تھا مگر حوالتاً وہ مسائل جن میں فی زماننا ہمارے علماء اہلسنّت کثرھم اللہ تعالی مختلف ہوئے ذکر کر لینا ضروری سمجھتا ہوں کہ شاید اس سے بیانِ مقصود میں آسانی رہے۔

سپیکر پر نماز کے مسئلے پر اب بھی ان کا بضد رہنا نہایت تعجب خیز ہے کہ یہ مسئلہ مع اپنے انظار کے سائنسی تحقیق پر موقوف تھا۔ فیصلہ اس بات پر تھا کہ سپیکر میں سنائی دی جانے والی امام کی آواز وہی اصل ہے یا تبدیل شدہ۔ یہی وجہ ہے کہ مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان نوری علیہ الرحمہ کے دور میں اس وقت کے ماہرینِ علم صوت نے جب یہ تحقیق پیش کی کہ یہ آواز بدل کر نہیں آتی ہے تو آپ علیہ الرحمہ نے وہ تحقیق قبول فرما کر فتوی ارشاد فرمادیا کہ سپیکر کی آواز پر اِقتدا درست ہے مگر جب آپ کو آواز بدلنے کی تحقیق ہوئی تو آپ علیہ الرحمہ نے پہلے فتوے سے رجوع فرمالیا اور یہ فتوی ارشاد فرمادیا کہ سپیکر کی آواز پر اقتدا درست نہیں۔

کچھ ایسا ہی معاملہ خلیفۂ اعلی حضرت، صاحبِ بہارِ شریعت، مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ کے فتاوی امجدیہ میں ہے۔ اب جب کہ یہ صورت ہی نہ رہی کہ اس کے جدید ماہرین نے اس کے برعکس تحقیق پیش کردی کہ یہ آواز بدلتی نہیں ہے بلکہ وہی اصل آواز رہتی ہے تو حکم اس پے لگے گا۔ اس پر جواز کا فتوی دینے والا اس کے مختلف فیہ ہونے کے باوجود ایسے دیگر کئی مسائل کی طرح اصولاً اس میں بھی اکابر کی معیت سے کسی طور خارج نہ ہوگا۔ یہی دینِ قویم وفقہِ منیف کا تقاضا ہے اور یہی اکابر کا بھی فیصلہ ہے۔ جیسا کہ واقعۂ ذیل سے ظاہر باہر ہے۔

مفتی افضل حسین مونگیری ثم بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شہزادہ اعلی حضرت حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید وخلیفہ تھے اور دار الافتاء بریلی شریف میں افتاء کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ آپ لاؤڈ اسپیکر پر جوازِ صلاۃ کے قائل تھے (جس پر ان کے تحریری فتوے شاہد اب بھی موجود ہیں) جبکہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ عدمِ جواز کے۔ ایک صاحب بزعمِ خیر خواہی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور کہا، 'حضور! مفتی افضل حسین آپکے مرید وخلیفہ ہیں پھر بھی آپ کے فتوے کے برخلاف لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے جواز کا فتوی دیتے ہیں، ان کا ایسا کرنا صحیح نہیں۔' حضور مفتی اعظم ہند نے جواباً ارشاد فرمایا: 'خاموش! وہ عالم ہیں، دلائل کی بنیاد پر اختلاف رائے کا حق رکھتے ہیں۔' یہاں سے منہ کی کھانے کے بعد وہ خیر خواہ صاحب مفتی افضل حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس پہنچے اور ناصح ہوئے کہ 'حضرت! آپ اپنے پیرومرشد کی تحقیق کے برخلاف لاؤڈ اسپیکر پر نماز جائز قرار دیتے ہیں، یہ آدابِ پیری (اور اکابر کی معیت) کے خلاف ہے۔' مفتی افضل حسین صاحب نے فارسی کا ایک شعر پڑھا۔ جس کا مفہوم ہے، 'اگر یہ گناہ ہے تو میں اکیلا نہیں سارا شہر اس گناہ میں مبتلا ہے۔' پھر فرمایا، 'بھئی! ہم قادری ہیں اور سرکارِ غوث پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسلک حنبلی کے مطابق فتوی دیتے تھے، جبکہ ہم (مسلکا) حنفی ہیں۔ اگر یہ آدابِ پیری کے خلاف ہے تو کیا ہم سب آدابِ طریقت کے تارک اور بارگاہِ قادریت کے گستاخ وباغی ہیں؟' اس پر وہ ناصح صاحب ساکت ہوئے اور وہاں سے بھی چلتے ہی بنی۔

لیجئے! جن اکابر کے نام پر ٹُپکا ہوئے جاتے تھے انہوں نے ہی ہوا نکال دی۔ ملاحظہ کیجئے! مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہی سپیکر کے ساتھ جوازِ صلاۃ کے قائل کو معیتِ اکابر سے خارج قرار نہ دیا بلکہ اپنے ایسے جملے 'خاموش! وہ عالم ہیں، دلائل کی بنیاد پر اختلاف رائے کا حق رکھتے ہیں' سے ناصح مذکور اور اس کی قسم کے افراد کو آدابِ علماء کے لحاظ و پاس اور اس اُونڈھی سوچ کہ دلائل اور اکابر کے بیان فرمودہ اسبابِ تبدیلیٔ مسائل کی بنا پر فروعی اختلاف (جو درحقیقت اختلاف ہے ہی نہیں) کی وجہ سے بھی معیت سے خروج ہو جاتا ہے، کے غلط ہونے کا کیسا صریح حکم ارشاد فرما دیا۔ جو اکابر کی معیتِ حقیقی کا راز نہیں جانتے ان کا حال ناصح موصوف سے چنداں مختلف نہیں۔ چنانچہ یہ انداز کہ لکھے ہوئے پر رٹ لگائے جائیں اور یہ زعم رکھیں کہ اکابر کی معیت یہی ہے و بس، کسی بھی صاحبِ عقلِ سلیم کے نزدیک درست نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے اکابرین، اللہ تعالیٰ ان پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے، کبھی بھی اس نظریے کے حامل نہ رہے اور نہ انہوں نے ایسے مسائل میں دلائل کی بنیاد پر علمی اختلاف کو ہی خروج عن المعیت قرار دیا۔ اس طرح کے مسائل میں سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا رسالہ 'اجلی الاعلام اَن الفتوی مطلقا علی قول الامام' میں بیان کردہ پانچواں مقدمہ ضرور قابلِ لحاظ رہنا چاہئے، جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ کسی بزرگ سے نقل شدہ بات پر عمل کرنا کب اس کی معیت کہلاتا ہے اور کب یہی عمل اس کی مخالفت بن جاتا ہے۔ چنانچہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 'قول' کی دو قسمیں 'قولِ صوری' اور 'قولِ ضروری' بیان کر کے فرماتے ہیں، (ترجمہ): 'قولِ صوری' وہ منقول قول ہی ہے اور 'قولِ ضروری' وہ ہے جو قائل نے قول کی صورت میں بالخصوص نہ کہا ہو لیکن وہ ضرورتاً حکم کرنے والے عموم کے ضمن میں قائل ہو۔ وہ اس طرح کہ اگر اس خاص بات میں کلام کرتا تو یہی کلام کرتا۔ بسا اوقات حکمِ ضروری، حکمِ صوری کے مخالف ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں 'ضروری' غالب ہوتا ہے اور اس صورت میں کوئی 'صوری' کو اختیار کرے تو قائل کی مخالفت قرار پاتا ہے، اور اسے چھوڑ کر 'قولِ ضروری' کی طرف آنا اس کی موافقت اور اتباع کہلاتا ہے۔' اسے سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے بڑی آسان سی مثال سے یوں سمجھایا ہے، 'ایک آقا نے اپنے خدام کو حکم دیا کہ 'فاسق کی تعظیم مت کیا کرو' پھر اس آقا نے زید کے متقی و پرہیزگار ہونے کی وجہ سے اپنے خدام کو حکم دیا کہ 'زید کی تعظیم کیا کرو' یہ حکم کئی بار صراحۃً اور کھلم کھلا دیا۔ پھر اس آقا کے انتقال کے بعد زید جو پہلے متقی و پرہیزگار تھا اب فاسق ہو گیا۔ اب یہ خدام اگر زید کی تعظیم کرتے ہیں تو اپنے آقا کے نافرمان ہوں گے کیونکہ فاسق کی تعظیم کرنا آقا کے پہلے عمومی حکم کی بناء پر اس کے حکم کی خلاف ورزی ہے۔ لہٰذا آقا کے پہلے عمومی حکم سے مستفاد کہ اس کا 'قولِ ضروری' یہ ہوگا کہ 'زید کی تعظیم مت کیا کرو' اگرچہ یہ قولِ ضروری پہلے صریحی قول 'زید کی تعظیم کیا کرو' کے خلاف ہے، مگر اہلِ عقل کے نزدیک اب آقا کی رضا و منشا یہی 'قولِ ضروری' ہے۔'

اس سے کچھ بعد سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، اَقُولُ (میں کہتا ہوں): بلکہ اس کی نظیر خود نصِ شارع علیہ الصلاۃ والسلام میں بھی ملتی ہے۔ خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے، جب تم میں سے کسی کی بیوی مسجد جانے کی اجازت مانگے تو وہ ہرگز اسے نہ روکے۔ (احمد، بخاری، مسلم، نسائی)

اس کے بعد اس مضمون کی دیگر کچھ روایتیں ذکر کر کے فرمایا، 'اس کے باوجود آئمہ کرام نے جوان عورتوں کو مطلقاً اور بوڑھی عورتوں کو صرف دن میں مسجد جانے سے منع فرمایا۔ پھر سب کے لئے ممانعت عام کردی۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس 'قولِ ضروری' پر عمل کے تحت کیا جو ام المؤمنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے درجِ ذیل بیان سے مستفاد ہے۔' اگر رسول اللہ ان عورتوں کا وہ حال مشاہدہ کرتے جو ہم نے مشاہدہ کیا، تو انہیں مسجد سے روک دیتے جیسے بنی اسرائیل نے اپنی عورتوں کو روک دیا۔' (احمد، بخاری، مسلم)

اسی مقدمے میں اسبابِ ستہ (ضرورت، حرج، عرف، تعامل، حصولِ مصلحتِ دینیہ، دفعِ مفسدت) اور ان کی اہمیت بیان کرنے کے بعد فرمایا، 'اگر یہ امر امام اعظم علیہ الرحمہ کے زمانے میں پیدا ہوتا تو ان کا قول اس کے تقاضے کے مطابق ہی ہوتا، اسے رد نہ کرتا اور اس کے برخلاف نہ ہوتا۔ ایسی صورت میں ان کے ضروری قول پر عمل جو (اگرچہ) ان سے منقول نہیں، یہ دراصل ان ہی کے قول پر عمل ہے۔ لاالجمود علی الماثور من لفظہ یعنی، ان سے نقل شدہ الفاظ پر جم جانا ان کی پیروی نہیں۔ پھر علامہ شامی علیہ الرحمہ کی 'عقود رسم المفتی' کی عبارت ذکر فرمائی جس میں احکامِ زمانہ کے تغیرات کی وجہ سے تبدیلیٔ مسائل کے ذکر کے بعد مندرج ہے، 'ان میں سے کوئی چیز مذہب سے خارج نہیں، کیونکہ اگر صاحبِ مذہب خود اس زمانے میں ہوتے تو ان ہی کے قائل ہوتے، اور اگر یہ تبدیلی ان کے زمانے میں واقع ہوتی تو ان احکام کے خلاف صراحت نہ کرتے۔ اسی نے مجتہدین فی المذہب کو جرأت دی ہے، اور متاخرین صائب الرائے نے ظاہر مذہب کی کتب سے ثابت شدہ مذہب کی جو مخالفت کی ہے وہ اپنے زمانے کے اعتبار سے ہے۔' (الفتاوی الرضویہ جدید ملخصاً ج ۱ ص ۱۲۵ تا ۱۳۰)

اس کی ایک مثال قرآن پاک کی تعلیم، امامت، اذان اور وعظ پر اجرت کو متاخرین علماء کرام کے جائز قرار دینے کی ہے، حالانکہ آئمہ ثلاثہ (امام اعظم سیدنا ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد شیبانی) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے اسے صراحتاً باطل فرمایا ہے۔ اسی سے ملحق ہے زمان ماضی قریب میں مجدد اعظم اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی طرف سے عموم بلویٰ کی بنا پر اسپرٹ ملی رنگت کی پڑیا کی طہارت کا حکم، جو ضرورتاً متاخرین اہل فتویٰ کے مختار قول سے عدول کی ایک واضح مثال ہے۔ چنانچہ آپ علیہ الرحمہ لکھتے ہیں، '(اسپرٹ والی) رنگت کی پڑیا سے ورع کے لئے بچنا اولیٰ ہے، پھر بھی اس سے نماز نہ ہونے پر فتویٰ دینا آجکل سخت حرج کا باعث ہے، 'والحرج مدفوع بالنص وعموم البلوی من موجبات التخفیف لا سیما فی المسائل الطهارة والنجاسة۔'

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں، 'ہندیوں کو اس (اسپرٹ والی پڑیا) کی رنگت میں ابتلائے عام ہے، اور عموم بلویٰ نجاست متفق علیہا میں باعث تخفیف، حتیٰ فی موضع النص القطعی۔' (الفتاوی الرضویہ ج ۴ ص ۳۸۱، ۳۹۰)

ہاں، (مبحوث عنہا مسئلہ میں) اگر ان کے نزدیک اب بھی ماہرینِ علمِ صَوت کی وہی پرانی تحقیق معتبر اور یہ اسی میں زیادہ احتیاط پاتے ہیں تو ٹھیک ہے اسی پر اعتماد فرمائیں، کوئی ان پر معترض نہ ہوگا۔ مگر اسے خواہ مخواہ دوسرے پر ٹھونسنا کہاں کی دانشمندی وفقاہت پسندی ہے۔

مووی کا مسئلہ بھی بعینہ سائنسی تحقیق پر قائم ہے۔ خود اس کے موجد کے بیان کے مطابق یہ شعاعوں کا عکس ہے۔ اس میں تصویر جمتی ہے نہ چھپتی ہے اور نہ اس پر حکمِ تصویر لاگو ہوتا ہے۔ تو اس کے جواز کا قول خود مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے کلام سے مستفاد جسے یہ 'رضائے مصطفیٰ' میں لکھ کر چھاپ چکے۔ چلئے انہیں میں توجہ دلائے دیتا ہوں۔ ماہِ محرم الحرام کے ماہنامے کے صفحہ نمبر ۱۸ کالم پہلا سطر ۱۹ پر سیدی شہزادۂ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا ارشاد ہے کہ 'پانی میں اگر تصویر آدمی کی جم جاتی تو وہ بھی ناجائز ہوتی'۔ جس کا صاف مفہوم یہ کہ پانی میں نظر آنے والے عکس کے جائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ جمتا نہیں ہے۔ اسی طرح کا جزئیہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے منقول ہے۔ تو جب یہی صورت مووی میں ہے کہ اس میں بھی شعاعوں کا عکس جمتا نہیں۔ ہاں جو ساکن محسوس ہوتا ہے تو اس کی وجہ اس کا جمنا نہیں بلکہ شعاعوں کا، ایک مخصوص زاویے سے، ایک سیکنڈ میں صد ہا بار کے ارتعاش سے اس کا عارضی وجود برقرار رکھنا ہے۔ اب بتائیے کہ اس مسئلہ میں مووی کو تصویر نہ ماننے میں معیتِ اکابر ہے یا اعلیٰ حضرت اور ان کے شہزادۂ بابرکت کی مخالفت کرتے ہوئے اسے تصویر ماننے میں۔ چلئے، یہ پھر بھی احتیاط اسی میں مانیں کہ اس سے بچا جائے، تو ورع کا حکم اپنے نفس پر ہوتا ہے نہ کہ دوسروں پر خواہی نا خواہی نافذ کر کے انہیں فاسق و فاجر ثابت کرنے میں۔ ذرا، سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی مبارک تفہیمات وتنبیہات تو ملاحظہ فرمائیے۔ ان میں اگرچہ ایک خاص موضوع پر کلام جاری ہے مگر ان باتوں اور احتیاطوں کا حکم عام ہے، چنانچہ

فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۸۷۴ پر ہے، 'احتیاط اس میں نہیں کہ بے تحقیقِ بالغ وثبوتِ کامل کسی شئ کو حرام ومکروہ کہہ کر شریعت مطہرہ پر افتراء کیجئے بلکہ احتیاط اِباحت ماننے میں ہے کہ وہی اصل متیقَن و بے حاجت مبیِّن خود مبیَّن ہے۔' پھر اس بات کی توثیق میں سیدی عبدالغنی بن اسمٰعیل علیہما الرحمہ کا قول نقل فرمایا جس میں فرمایا، ''نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شارع ہونے کے باوجود تمام خباثتوں کی جڑ شراب کو حرام قرار دینے میں اس وقت تک توقّف کیا جب تک آپ پر نصِ قطعی نازل نہیں ہوئی'۔

فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۷۔۵۴۶ پر ہے، 'اس دائرے کی توسیع میں امت پر تضییق (تنگی پیدا کرنا) اور ہزاروں مسلمانوں کی تاثیم وتفسیق (گنہگار و فاسق ٹھہرانا ہے)، جسے شرع مطہر، کہ کمال یُسر وسماحت (آسان اور نرم) ہے، ہرگز گوارا نہیں فرماتی۔ 'حاشیہ شامی' میں ہے، اس میں بڑا حرج ہے کہ اس میں امت کی طرف گناہ کی نسبت لازم آتی ہے، اور اسی (حاشیہ شامی) میں ہے کہ اس میں موجودہ دور کے لوگوں کے لئے زیادہ نرمی ہے تا کہ ان کا فسق اور عصیان (گناہ) میں پڑنا لازم نہ آئے'۔

صفحہ ۵۸۰ پر فرماتے ہیں، "مگر اس کے ورع کا حکم صرف اسی کے نفس پر ہے نہ کہ اس کے سبب اصل شے کو ممنوع کہنے لگے یا جو مسلمان اسے استعمال کرتے ہوں ان پر طعن و اعتراض کرے، انہیں اپنی نظر میں حقیر سمجھے۔ اس سے تو اس ورع کا ترک ہزار درجہ بہتر تھا کہ شرع پر افترا اور مسلمانوں کی تشنیع وتحقیر سے تو محفوظ رہتا۔ (یہاں آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ ذکر کے فرمایا......) عجب اس سے کہ ورع کا قصد کرے اور محرّ ماتِ قطعیہ میں پڑے۔ یہ صرف تشدّد و تعمق کا نتیجہ ہے اور واقعی دین وسنت صراطِ مستقیم ہیں۔ ان میں جس طرح تفریط (کمی) سے آدمی مداہن ہو جاتا ہے یونہی افراط (زیادتی) سے اس قسم کے آفات میں ابتلا پاتا ہے، لم تجعل لہ عوجا (یعنی اس میں اصلا کجی نہ رکھی)، دونوں مذموم۔ بھلا عوام بیچاروں کی کیا شکایت آجکل بہت جہال، منتسب بنام علم وکمال (علم وکمال کے نام سے منسوب) یہی روش چلتے ہیں۔ مکروہات کہ مباحات بلکہ مستحبات جنھیں بزعمِ خود ممنوع سمجھ لیں ان سے تحذیر وتنفیر کو کیا کچھ نہیں لکھ دیتے۔ حتی کہ نوبت تا بہ اطلاق شرک وکفر پہنچانے میں باک نہیں رکھتے۔ پھر یہ نہیں کہ شاید ایک آدھ جگہ قلم سے نکل جائے تو دس جگہ اس کا تدارک عمل میں آئے۔ نہیں نہیں، بلکہ اُسے طرح طرح سے جمائیں، اُلٹی سیدھی دلیلیں لائیں۔ پھر جب مواخذہ کیجئے تو ہوا خواہ، بمضوائے عذرِ گناہ بدتر از گناہ (یعنی گناہ کا ایسا عذر کرنے جو خود گناہ سے بھی بڑھ کر ہو کے مصداق) تاویل کریں کہ بنظر تخویف وترہیب (گناہ کے معاملے میں خوف دلانے اور ڈرانے کی غرض سے) تشدد مقصود ہے۔ سبحان اللہ! اچھا تشدد ہے کہ ان سے زیادہ بدتر گناہوں کا خود ارتکاب کر بیٹھے۔ کیا نہیں جانتے کہ مسلمان کو کافر ومشرک بتانا بلکہ براہ اصرار اسے عقیدہ ٹھہرانا کتنا شدید وعظیم، اور دینِ حنیف، سہل لطیف، صحیح نظیف میں یہ سخت گیری کیسی بدعت شنیع ووخیم، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم۔ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں: 'آسانی کرو اور وقت میں نہ ڈالو اور خوشخبری دو اور نفرت نہ دلاؤ' احمد والبخاری ومسلم والنسائی عن انس رضی اللہ تعالی عنہ مرفوعا 'یسروا ولا تعسروا و بشروا ولا تنفروا' (اسی مضمون کی ایک اور حدیث نقل فرمائی۔ پھر لکھا،) اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم 'تم آسانی کرنے والے بھیجے گئے ہو، نہ دشواری میں ڈالنے والے'، عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم 'انما بعثتم میسرین ولم تبعثوا معسرین'، اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم، 'ہلاک ہوئے غلو وتشدّد والے' عن ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم 'هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ'۔ (پھر اس تحریر کے آخر میں سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں)، فقیر غفر اللہ تعالی لہ...... نہ تورّع واحتیاط کا نام بدنام کر کے عوام مومنین پر طعن کرے نہ اپنے نفس ...... کیلئے ان پر ترفّع وتعلّی (فوقیت اور بڑائی چاہنا) روا رکھے، وباللہ التوفیق، والعیاذ من المداہنۃ والتضییق۔ یعنی اللہ تعالی سے توفیق کا سوالی اور منافقت وتضییق (تنگی پیدا کرنے سے پناہ کا طلب گار ہوں۔"

ج ۴ص ۵۱۲ پر فرمایا، 'اے عزیز! یہ دین بحمد اللہ آسانی وسماحت (نرمی) کے ساتھ آیا جو اسے اس کے طور پر لے گا اس کیلئے ہمیشہ رفق ونرمی ہے، اور جو تعمق وتشدد کو راہ دے گا یہ دین اس کیلئے سخت ہوتا جائے گا یہاں تک کہ وہی تھک رہے گا اور اپنی سخت گیری کی آپ ندامت اٹھائے گا۔'

باقی رہی کسی حضرت محرر کی 'رضائے مصطفیٰ' والی تحریر تو اس میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے ایک دو حوالے دے کر التباس پیدا کرنے کی کوشش کے علاوہ کیا ہے؟ چند سطحی باتیں اور ایک معظم دینی کی تحقیر وتفسیق وتجہیل کی ناکام کوشش......؟ (میں رضائے مصطفیٰ دیکھنا ترک کر چکا ہوں، کہ پہلے ہی بہت گنہگار ہوں مزید مسلمانوں کی حرمت میں کیوں پڑوں، مگر اب کی ایک دو بار یہ سن کر کہ انہوں نے مووی کے بارے میں کچھ لکھا ہے، کسی سے لے کر دیکھ لیا مگر شومئ قسمت کہ اس میں اس کی حرمت کے دلائل اور اس پر فقہی بحث کے سوا بہت کچھ تھا)۔ ایسی باتیں شاید عوام کو زیادہ سمجھ میں آتی اور عامیانہ طبیعت کو بھاتی ہیں، اور یہی سطحی نفسیات ہی شاید ایسے حضرات کا رَہوارِ قلم بھی بھگاتی ہے۔

تو یہ حضرت کچھ ان سطحی باتوں کا بھی جواب لیں تاکہ صحیح العقیدہ دینی شخصیات کے بارے میں ان کی فکری پستی، غلط تحقیق اور بے سروپا وبے دلیل باتوں کی قلعی کھل جائے اور ایسی سطحی ذہنیت کی کچھ حوصلہ شکنی ہو (تاکہ وہ عوامِ اہلسنت سے ان کے ان اموال، جو وہ ایک دینی رسالہ سمجھ کر اسے خریدنے میں صرف کرتے ہیں، میں خیانت کا ارتکاب کرتے ہوئے جب چاہیں ایسا ناروا وبیہودہ نہ لکھنا شروع ہو جائیں)۔

تو جناب محرّرِ مہذّب تحریر فرما ہیں کہ (۱) مولانا الیاس قادری صاحب اپنے منہ امیر اہلسنّت بنتے، کہلاتے ہیں۔ (۲) انہیں کبھی بھی 'جماعت اہلسنّت' (تنظیم) نے تو امیر منتخب کیا ہی نہیں، (۳) اور نہ کبھی یہ 'کل پاکستان سنی کانفرس' میں شریک ہوئے۔

پہلی بات تو بلا تحقیق ہے اور صراحتاً جھوٹ پر مبنی ہے۔ مولانا الیاس قادری صاحب نے کبھی بھی اپنے آپ کو امیر اہلسنّت کہا نہ کہلوایا۔ بلکہ جہاں تک میری معلومات ہیں آپ عاجزی فرماتے ہوئے اس سے منع ہی کرتے رہے اور کرتے ہیں۔ نیز مجھے ایک بار ان کا ایک بیان سننے کا موقع ملا تو اس میں انہوں نے اپنے منہ سے اپنے آپ کو 'فقیرِ اہلسنّت' کہا اور معنی یہ بیان کیا کہ چونکہ میں نیکیوں میں سب اہلسنّت سے کم ہوں لہٰذا ان معنوں پر میں فقیر اہلسنت ہوں۔ اللہ، اللہ، اِدھر یہ عاجزیاں اور اُدھر وہ تعلیاں۔ اب اگر یہ کہیں کہ یہ تو صرف دکھانے کے لئے کرتے ہیں اور یہ سب ان کی اپنی چالیں ہوتی ہیں، تو عرض یہ ہے عالی جاہ کہ یہ دل پر حکم لگانا ہے اور ایسا مسلمان کے بارے حرام، اور دینی پیشوا ومعظم کے بارے میں اس کی حرمت اور بھی اشد جو فتاوی رضویہ شریف میں جا بجا مذکور ومسطور ومشہور۔

دوسری بات کے بارے میں اولاً تو حضور یہ ارشاد فرمادیں کہ 'جماعت اہلسنّت' سے آپ کی مراد کونسی جماعت اہلسنت ہے۔ جس میں آپ ہیں یا دوسری والی۔ پھر (بطورِ الزام) عرض ہے کہ وہ جماعتِ اہلسنّت تنظیم جو دنیا بھر کے سنیوں کی نمائندہ بھی نہ ہو اور جس کے جمیع شرکاء (کل پاکستان سنی کانفرنس کے تناظر میں) کم وبیش ایک لاکھ کی تعداد کو پہنچیں، ان کے چناؤ سے تو امیر اہلسنّت بنا جا سکے اور جن کی پیروی کرنے والے آپ کروڑوں نہ بھی مانیں لاکھوں تو مسلّم ہوں، جن کی تحریک کا کام صرف پاکستان میں نہیں بلکہ دنیا کے تقریباً چھیاسٹھ (66) ممالک میں باقاعدہ اور کئی ممالک میں بے قاعدہ جاری و ساری ہو تو کیا وہ امیر اہلسنت نہیں ہو سکتے؟ جبکہ آپ کو خود ہی تسلیم کہ کہلانا اور بات ہوتی ہے کر کے دکھانا اور بات ہے۔ تو انہوں نے رسمی چناؤ واقعی نہیں کروایا بلکہ لائقِ امارت افعال کر کے دکھائے، قوم نے انہیں اپنا امیر تسلیم کر لیا اور ان کی پیروی کرنے لگے۔ آپ کو کیا یہی برا لگا؟ پنجابی میں کہتے ہیں...... 'چنگے کم دی ریس کر لیئے، سڑیئے نہ'۔

تیسری بات کے بارے میں تبصرہ اگرچہ فضول ہے مگر پھر بھی عرض گزار ہوں کہ اگر وہ ایک حکمتِ عملی (جو آپ کی کامل عقل شریف میں نہیں آتی) کے ساتھ کام کر رہے ہیں تو اس میں آپ اگر ان کا ساتھ نہیں دے سکتے تو کم از کم انہیں تو کرنے دیں۔ پھر آپ جس سنی کانفرنس کو ریفر کر رہے ہیں اس کے منتظمین و شرکاء کا دامن بھی اسی مووی وغیرہ کے پتھر تلے دبا ہوا آپ کو نظر نہیں آتا؟ جنابِ محرر! کیوں اِک......

ع 'انہی' پہ گالیوں کا جھاڑ تو نے بدزباں باندھا

تصویر کے سلسلے میں تو مولانا الیاس قادری صاحب کے بارے میں صریح کذب بیانی، الزام بازی اور دشنام طرازی سے کام لیا گیا ہے۔ جبکہ میں نے صحیح صورت حال معلوم کی تو پتا چلا کہ مولانا صاحب مواضع رخص کے علاوہ تصویر کی حرمت کے اب بھی قائل اور اس کے کھچوانے سے اب بھی مانع ہیں۔ بلکہ انہوں نے پچھلے سال سندھ کے اجتماع کے موقع پر اپنے بیان میں یہ کہا تھا کہ مجھے پتا چلا ہے کہ کئی اسلامی بھائیوں نے اپنے موبائل فونوں میں میری تصاویر محفوظ کی ہوئی ہیں، تو جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ ساری تصاویر ڈیلیٹ کر دے۔ اب اگر کسی اسلامی بھائی نے (موبائل امیج کو جائز سمجھتے ہوئے کہ وہ حقیقتاً تصویر نہیں بلکہ...... اس کے موجد کے بیان کے مطابق...... شعاعوں کا عکس ہے) وہ ڈیلیٹ نہیں کیں اور کوئی نافرمان اس کا پرنٹ آؤٹ نکلوا کر تصویر بنانے کا گناہ کر گزرا پھر چند اور بے وقوفوں نے اس کا ساتھ دیا اور اس تصویر کی خرید و فروخت کرنے لگے تو اس میں مولانا الیاس قادری صاحب کا کیا قصور؟ پھر تو سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی تصویر اس سے زیادہ تعداد میں بکتی ہے۔ کیا کوئی ہوشمند اس کا الزام اعلیٰ حضرت پر دھرے گا؟

(یہاں میں ان بے وقوف مریدوں سے اتنی التماس ضرور کروں گا کہ اپنے مرشد مکرم کو اتہامات سے بچانے اور خود تصویر سازی کے گناہ سے بچنے کیلئے ایسی بیہودہ عقیدت مندی سے پرہیز کریں۔ ۱۲ اعجازی)

ہاں، مووی کے بارے میں مولانا الیاس قادری صاحب جواز کے قائل ہیں، اور اس میں وہ اکیلے نہیں ہیں بلکہ اکثر و اغلب علماء و عوام بھی اسکے جائز ہونے پر متفق ہیں۔ یہ مکتوب و عرضداشت تحریر کر رہا تھا کہ 'ٹی وی اور مووی' کے نام سے ایک رسالہ نظر سے گزرا جس میں بحر العلوم، غزالیٔ دوراں، رازیٔ زمان حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی...... ویڈیو کے جواز پر شہزادۂ محدثِ اعظم کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت مولانا مدنی میاں اشرفی رضوی کی لکھی گئی کتاب پر...... پُر زور تصدیق و تقریظ کا تذکرہ تھا، پھر مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، مولانا ضیاء المصطفیٰ اعظمی، مفتیِ اعظم ہند مولانا اختر رضا خان صاحب ازہری، ابوالبرکات مولانا امین میاں برکاتی، مفتی عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، علامہ فیض احمد اویسی، مولانا منظور احمد فیضی، مولانا محمد حسن حقانی، مفتی احمد میاں برکاتی، مفتی عبدالعزیز حنفی، حضرت مولانا تراب الحق شاہ صاحب، مولانا عبدالحکیم شرف قادری صاحب وغیرہ مشاہیر علماء و مشائخ متعنا اللہ ببرکاتہم کے اسماء مبارکہ تحریر تھے جن میں سے بعض اپنی حیات میں اور اکثر تا حال مستحب امور کیلئے بھی مووی بننے کے باوجود بیرونِ ممالک کے سفر اختیار فرماتے رہے اور فرماتے رہتے ہیں۔ اب اگر مووی کا یہ مسئلہ اختلافی، قیاسی اور سائنسی تھیوری (جو اسے جائز سمجھنے والوں کے ہی حق میں جاتی ہے) پر مشتمل ہونے کے باوجود بھی آپ کے نزدیک حرام ہی کی سوئی پر اٹکا ہوا ہے تو سانس مضبوط کر کے ذرا ہمت فرمایئے اور مذکورہ علماء و مشائخ اور ان کے علاوہ دنیا بھر کے اغلب و اکثر علماء و عوام جو قائلاً و عاملاً مووی کے جواز پر متفق ہیں پر مرتکبِ حرام، فاسق معلن، مردود الشہادۃ، ساقط العدالۃ، مستحقِ غضب جبار و قہرِ قہار اور لائقِ دخولِ نار ہونے کا فتویٰ ارشاد کر دیجئے؟ بلکہ پنجابی کی اس کہاوت کہ 'پہلاں اپنی منجی تھلّے تے ڈنگوری پھیر' پر عمل کرتے ہوئے اولاً اپنے گھر کا جائزہ لے کر انہیں بھی زیرِ حکمِ فسقِ عمیم (فاسق ہونے کے عام حکم کے تحت) لانے کو ذرا تتبع فرمایئے کہ قبلہ حاجی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے کتنے مریدینِ باصفا (اور شاید آپ کے اپنے پیر بھائی) جن میں مشہور و معروف علماء و خطباء بھی شامل ہیں، ان مسائل میں، بالخصوص مووی والے مسئلے میں (جواز کے قائل ہیں یا نہیں) عامل ضرور ہیں۔

(فرمائیں تو ایک ایک نام پیشِ خدمت مذکور کر دوں؟ کہ آپ تو شاید انصاف پسندی و یک رنگی کی عادت کے ہاتھوں مجبور ہو کر 'رضائے مصطفیٰ' کو کبھی ان کے ذکر سے زیب نہ بخشیں گے)۔

ہم نے ہر رخ کے مقابل آئینہ رکھا مگر ایک خود کو آئینے کی آنکھ سے دیکھا نہیں

نیز جن پونے دوصد علماء سے 'رضائے مصطفیٰ' کی خدمات دینیہ پر سند حاصل کر رہے ہیں، ذرا تتبع کے بعد ارشاد فرمائیں کہ ان میں سے کتنے اسی جرم کے مجرم ہیں......؟

مگر یہاں میرا ایک سوال قائم ہے کہ جب امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام، اکثر وجید علماء سمیت اس کی قائل وعامل ہے تو جنابِ محرر، مولانا الیاس قادری صاحب ہی کے سَر کیوں ہولئے، ان سے کوئی کد ہے یا ان کے انقلابی دینی کام سے؟

کیوں شریفوں کو گالیاں دے کر — چاند پر خاک ڈالتے ہیں لوگ

مگر، واہ! کیا یوں بھی چاند گہنا ہے؟ اس خاک کا مَسقط (گرنے کی جگہ) تو کوئی اور ہی جا ہے۔

پھر آپ کا یہ کہنا کہ انہوں نے خود ہی مووی کا قائل ہو کر اس فتنے کا دروازہ کھولا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کی تصویریں بکنے لگیں (یعنی نہ مووی بنے نہ پھر اس سے تصویر بنا ممکن ہو) سراسر بیہودہ اعتراض ہے کہ اس طرح تو آپ کا وجودِ مبارک بھی سراپا گناہ ہوا کہ اس کی بھی تصویر بنائی جانا ممکن ہے۔

ٹی وی کے سلسلے میں موقف بیان کرنے میں تو جنابِ محرر نے کمال ''دھونس داری'' سے کام لیا ہے۔ مولانا الیاس قادری صاحب کا ٹی وی کے بارے میں جو نظریہ پہلے تھا اب اس سے بھی بڑھ کر سخت ہے۔ جس کی وجہ اس کی بڑھتی ہوئی بے حیائیاں و خرابیاں ہیں۔ تازہ ترین معلومات کے مطابق امیرِ اہلسنّت مولانا الیاس قادری صاحب نے اس دفعہ سندھ سطح کے سالانہ سنتوں بھرے اجتماع (منعقدہ ۲۴\۲۵\۲۶ فروری ۲۰۰۶ء) کا مرکزی بیان ہی ٹی وی کی تباہ کاریوں کے موضوع پر کیا۔ جو اسی دن بصورتِ آواز ٹی وی ہی کے ایک چینل 'لبیک' سے ریلے ہو کر تقریباً دو سو ممالک میں سنا بھی گیا۔ مزے کی بات یہ کہ نرم دل و سرگرم عمل امیرِ اہلسنّت مولانا الیاس قادری صاحب دام ظلہ العالی کی لسانِ پر تاثیر سے ٹی وی پر ٹی وی ہی کی مذمت و مرمت سن کر بیسیوں 'ٹی ویوں' کے 'گھر نکالے' کی اطلاعات بھی ملی ہیں۔ اب حیا ہی سے فریاد ہے کہ وہ ہمارے سروں پر سایہ فگن ہو اور ہمیں اپنوں کے بارے میں یوں غلط فہمیوں کا شکار ہونے اور کرنے سے بچالے۔

ٹی وی کا جو خود ہے دشمن اس کو عالی جاہ — ٹھہرائیں مجرم اپنے گھر میں ایویں خواہ مخواہ

جنابِ 'محرّرِ مہذّب' نے امیرِ اہلسنّت مولانا الیاس قادری صاحب کے بارے میں جا بجا سستی شہرت کے حامل ہونے کا تأثر بھی دیا ہے۔ حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ انہوں نے اخلاص وجہد کا پیکر بن کر شہر شہر، گاؤں گاؤں، اور گھر گھر جا کر کتنی کوششوں سے اس چمن کی آبیاری فرمائی تب جا کر سنتوں کی یہ بہار دیکھنے میں آئی۔ ہاں، اس میں اللہ تعالیٰ پھر اس کے رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدد ضرور ان کے شاملِ حال رہی، اور یہ شہرت بھی یقیناً اللہ تعالیٰ ہی کی عطا فرمودہ ہے۔ لہٰذا اللہ کی تقسیم پر راضی رہنا چاہیے، اور ایسے جملے نہیں لکھنے چاہئیں جن سے حسد جیسے حرام قطعی افعال کی بو آئے (اگرچہ میں حسد کا اِثبات نہیں کرتا کہ دل پر حکم لگانا ہے)۔ مگر حدیث سے امیرِ اہلسنّت مولانا الیاس قادری صاحب کے بارے میں محسود ہونے کا اثبات ضرور ہے کہ فرمایا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،

کلّ ذی نعمة محسود (ہر نعمت والے سے حسد کیا جاتا ہے) اور آپ کے ذکر فرمانے سے مستفاد ہوا کہ یہ ذی نعمت شہرت ہیں۔ مگر تمنا ہے کہ کاش! انکے حاسد اپنے ہی سنی نہ ہوں کہ اغیار، کفار و بد مذہب اشرار ہی بہت ہیں۔ یہاں سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمہ کا وہ منظوم استغاثہ یاد آتا ہے کہ جو آپ علیہ الرحمہ نے کچھ 'اپنوں' کی گل افشانیوں کے جواب میں بارگاہ غوثیت میں عرض کیا ہے

دہائی! یا محی الدّیں دہائی! بلا اسلام پر نازل ہے یا غوث
تو قوت دے میں تنہا کام بسیار بدن کمزور دل کاہل ہے یا غوث
عدو بد دین، مذہب والے حاسد تو ہی تنہا کا زورِ دل ہے یا غوث
حسد سے ان کے سینے پاک کر دے کہ بدتر دِق سے بھی یہ سل ہے یا غوث
غذائے دِق یہی خوں استخواں گوشت یہ آتش دین کی آکل ہے یا غوث
دیا مجھ کو انھیں محروم چھوڑا مرا کیا جُرم؟ حق فاصل ہے یا غوث
خدا سے لیں لڑائی وہ ہے معطی نبی قاسم ہے تُو مُوصِل ہے یا غوث
عطائیں مقتدر غفار کی ہیں عبث بندوں کے دل میں غِل ہے یا غوث
ترے بابا کا پھر تیرا کرم ہے یہ منھ ورنہ کِسی قابل ہے یا غوث

(کاش! مولانا الیاس قادری صاحب کیلئے یہ پڑھنے کا وقت نہ پڑے۔)

محترم قبلہ حاجی صاحب! چلئے ان بے چارے نادان دوستوں کو حاسد نہ ہی مانئے، مگر یہاں تو آفت پے آفت پڑی ہے کہ یہ خوش فہم ناصح، بزعم خود مُصلح، کس معظّمِ دینی کی عِرضِ محرّم کا فاتح ہو کر کیسے خساروں کا رائج ہوا۔ کیا احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی 'حقیقی رضا' نے عام مسلمانوں کی عزت کی صریح حرمت قائم نہ فرمائی؟ پھر ایسی معظم و معزز ہستی کی ایسی متعیّن مشخّص تحقیر کی تحریم مصرّح نہ تھی؟

فتاوی رضویہ شریف ج ۲۱ ص ۱۲۷ میں حدیث مبارک ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، 'آدمی کے بد ہونے کو یہ بہت ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کی تحقیر کرے۔ مسلمان کی ہر چیز مسلمان پر حرام ہے، خون، مال، آبرو۔'

(اس موضوع کو طول دینا میرے لئے مناسب نہیں۔ لہٰذا ایسے خوش فہموں کی اصلاح کی تاک میں ناصحِ بے باک، سیدی اعلی حضرت کی قلمِ پاک کا پیش فرمودہ نسخہ ہی ایسوں کی صحت کیلئے بہت نافع تریاق ہے، جو سابق میں مذکور ہوا۔)

مگر قربان جائیں امیر اہلسنّت مولانا الیاس قادری صاحب کے حسنِ اخلاق پر کہ ان کے بارے میں اس محررِ مہذب کی قلمِ مطہر سے فتنے باز، سخت دل، بے ادب، ناروا کردار کے حامل، سینہ زور، نمائشی، دوغلہ اور احکامِ شرعیہ اور اعلی حضرت کے فرامین کی پرواہ

نہ کرنے والا وغیرہ دشنام غلیظ لکھ کر نام نہاد 'رضائے مصطفیٰ' میں چھپنے کے باوجود نہ انہوں نے خود کوئی جوابی و انتقامی کارروائی کی نہ دعوت اسلامی کے مرکز کو کرنے دی، بلکہ ان کیلئے دعائے خیر کرتے رہے ۔

جب سے تیور بدل گئے ان کے ہم عنایت کے اور خواہاں ہیں

نیز یہ ان کے مقبول بارگاہِ الٰہی ہونے کی بیّن دلیل ہے کہ روایتِ بخاری کے مطابق جس سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے اس کی محبت مخلوق کے دل میں ڈال دی جاتی ہے، ان کرم فرماؤں کی ان کے بارے اتنی غلط فہمیاں پھیلانے کی کوشش کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ہم سنیوں کے دل سے ان کی الفت و عقیدت ذرا بھی کم نہیں ہونے دی، بلکہ اب تو یاروں کی درشتی کے مقابل ان کا حلم دیکھ کر مزید بڑھ گئی۔ یہ امیر اہلسنّت مولانا الیاس قادری صاحب کے عاجزانہ، مثبت ردِّ عمل پر ان کیلئے اس حدیثِ پاک، **من تواضع للّٰہ رفعه اللّٰہ** (جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے عاجزی اختیار کی اللہ تعالیٰ اسے بلندی عطا فرمائے گا) کا ثمرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسی عظمتوں سے نوازا ہے جو روز افزوں ترقی پر ہیں۔ **ذالک فضل اللّٰہ یؤتیه من یشاء**

یہ مکتوب اختتام کی طرف لا کر مقصود کی طرف آ ہی رہا تھا کہ اس مہینے کے 'رضائے مصطفیٰ' کی آمد کی خبر ملی (کاش کہ مبارک ہوتی مگر افسوس...!)۔ اس میں 'رضائے مصطفیٰ' کے سابقہ شماروں میں، مولانا الیاس قادری صاحب کی شخصیت کے بارے میں استعمال کئے گئے نازیبا کلمات پر ایک ماہنامہ بنام 'امیر اہلسنّت' کے احتجاج کے جواب میں بجائے تسلیمِ جرم اور اظہارِ ندامت و رجوع کے، کمال ڈھٹائی سے ان پھینکے ہوئے مغلظات پر مفتخر و مصرّ ہوتے ہوئے بڑا 'ڈینگ مار' استدلال فرما کر مولانا کیلئے سخت دل ہونے کا اثبات کیا گیا تھا۔ مجھے مذکورہ 'ماہنامہ امیر اہلسنّت' تو ابھی دیکھنے پڑھنے کا اتفاق نہ ہوا کہ یہ ایک نو وارد مجلّہ ہے اور میری معلومات کے مطابق جامعہ نظامیہ کے فارغ التحصیل ایک دو عالم حضرات نے مل کر شروع کیا ہے۔ (اس نام سے شروع کرنے میں بھی یہ متعین نہیں کہ یہ فائدۂ عقیدت ہے، افادہ (فائدہ پہنچانا) ہے یا کہ استفادہ (فائدہ حاصل کرنا)؟) اس لئے اولاً تو اسے دعوت اسلامی کا ترجمان باور کرانا یا تو نقصِ معلومات ہے یا دھونس اور زبردستی ہے کہ ایک دو فرد کا ماہنامہ کسی تحریک کا ترجمان ہو نہ نمائندہ، چہ جائیکہ غیر متعلقہ کا۔ ثانیاً مولانا محمد الیاس قادری صاحب کے حوالے سے کئے گئے ڈینگ مار استدلال کے ڈھول کا پول کھولنے کی جسارت کرتا ہوں،

تو جنابِ محرر! اگر دلائل سے کوئی موقف اختیار کرنا سخت دلی ہے تو وہ فقہاء کرام جنہوں نے آپس میں کثیر اختلافات کئے کتنے سخت دل واقع ہوئے؟ پھر اگر آپ کو فقہی سوجھ بوجھ ہے نہ قواعد کی جان پہچان، تو آپ اکابرینِ اہلسنّت کے مقابل یہ بھونڈے استدلات قائم کرنے کیلئے اپنی ذات شریف کو کیوں نصب کر بیٹھے۔ اسلئے اولاً (یہ علمی تخریب کاری ترک کر کے) کسی ابتدائی کلاس میں بیٹھ کر معلومات کیجئے کہ آپنے جو احوال امیر اہلسنّت مولانا محمد الیاس قادری کے سر تھوپ کر قساوت قلبی یعنی سخت دلی کا ایک خود

ساختہ حکم لگایا ہے یہ بصورتِ ثبوت بھی جزئیات کا حکم رکھتے ہیں، اوران جزئیات سے حکم قائم کرنا 'استقراء' (دلیل کی ایک قسم) ہے جو کہ فقط ظن (غیر یقینی حکم) کا فائدہ دیتا ہے اور ظن کیساتھ کوئی حکمِ کلی ثابت نہیں ہوا کرتا (بالخصوص کسی کی قلبی کیفیت کے بارے میں)۔ لہٰذا یہ طرزِ استدلال ہی غلط اوراس کے ذریعے سے ثابت کرنے کی کوشش کیا جانے والا حکم ایک عام مسلمان کے بارے میں بھی حرام رکھا گیا چہ جائیکہ کسی معظم دینی کے بارے میں ہو۔ کاش کہ آپ جناب کو فقہ سے دلچسپی نہ تھی تو منطق ہی کی کچھ ابتدائی کتب اورضروری قواعد پڑھے ہوتے کہ اتنی بڑی ہستی کے بارے میں عوام کو بیوقوف بنانے کے چکر میں اس طرح کا بچگانہ استدلال کر کے ٹھوکر نہ کھاتے۔

محرّرِ ماہر نے مولانا الیاس قادری صاحب کی فقاہت پر بھی کلام کی کوشش کی ہے۔ لیجیے، ان کی اپنی فقاہت تو کیا بصیرت بھی خوب چمک لی، سواب مولانا محمد الیاس عطار قادری صاحب کی بکمال فقاہت کا تذکرہ سنئے۔ مولانا الیاس عطار قادری صاحب فقہ میں بہت مضبوط ہیں۔ فقہی قواعد واصول میں انتہائی پختہ اور جزئیات میں تو ان کی امثال علماء زمان میں کم ہوں گی۔ چلئے، میں ایک کم فہم، لاعلم، غیر فقیہہ فرد اور مولانا کے علمی کمال سے نامتعارف سہی، میرا تجزیہ ناقابل قبول۔ مگر اہلسنّت کے وہ جید علماء وفقہاء جنہوں نے مولانا کو قریب سے دیکھا، جانا اور ان کی فقہی بصیرت اور علمی فوقیت پر اظہارِ خیال سے سندِ تقویت فراہم کی ضرور معیارِ قبول ہیں۔ نائب وخلیفۂ مفتیِ اعظم ہند، شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ جیسی فقہی شخصیت کا ان پر یہ اعتماد رہا کہ انہیں خلافت واجازتِ روایت احادیث سے سرفراز فرمایا۔ مفتی وقارالدین علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر مولانا کی مسلسل بائیس سال تک حصولِ علم کی کاوشوں اوراس میں حاصل ہونے والی علمی مہارتوں پر 'وقارالفتاویٰ' کی عبارات اب بھی شاہد عادل موجود۔ پھر ان کے استادِ محترم، مفتی وقارالدین علیہ الرحمہ کا ان کے علم وتقویٰ پر اعتماد ملاحظہ ہو کہ ان کے اپنے مریدوں میں علماء ہونے کے باوجود خلافت کے لئے کوئی ان کے معیار پر پورا نہ اترا اور اگر روئے زمین پر ان کے معیار پر کوئی فردِ واحد پورا اترا تو وہ مولانا الیاس قادری صاحب کی علمی وعملی شخصیت، جو ان کے مرید بھی نہ تھے۔ مفتی ابراہیم دام ظلہ العالی سے فقیہہ، ان کی فقہ میں عماقتِ نظر (نظر کی گہرائی) تسلیم فرماتے ہیں۔ اسی طرح دیگر بہت سے علماء کرام وفقہاء زمانہ بھی ان کے بارے میں زبردست تأثرات قلم بند کروا چکے جو ان کی علمی وعملی فضیلت پر دال ہیں۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے کتاب 'ہمیں امیر اہلسنّت سے پیار ہے'، مطبوعہ مکتبۂ اعلیٰ حضرت، لاہور) مگر ہے یہ کہ جب سامنے والا اپنے ہر مناسب، غیر مناسب حکم کا غلام نہیں تو وہ باہمہ اوصاف، صاحب عیوب اور مقہور ومعتوب ہے۔ خواہ وہ انتہائی منکسر المزاج، حلیم الطبع مولانا الیاس قادری صاحب ہی ہوں کہ جو حکمِ شرع سے سرِمو نہ ہٹنے کے باوجود بزعمِ ایشاں ہٹ دھرم وسخت دل ہیں۔ یالہ من قلب الفہم! تعجب برایں فہمِ معکوس!

بہر حال، عالی جاہ! رضائے مصطفیٰ والے بہت ناروا رویے پر ہیں جس پر ہر سنجیدہ فکر سُنی مضطرب ہے۔ خود آپ کے مریدین ان کے اس رویے کے بارے میں سوچنے پر مجبور ہیں۔ رضویت، حکمت و فکرِ رضا کے علاوہ اگر کوئی چیز ہے تو وہ ان حضرات کو نصیب۔ ہمیں تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ پیارے اصولِ دین برائے تالیف قلوبِ مسلمین دیئے ہیں کہ جو بیگانوں کو اپنا کرلیں نہ کہ ان کی طرح اپنوں کو بے گانہ بناڈالیں۔ چنانچہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاویٰ رضویہ شریف ج ۴ص ۵۲۸ پر اس سلسلے میں نہایت جامع قاعدہ تحریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں،

'فعلِ فرائض و ترکِ محرّمات کو اِرضائے خلق پر مقدّم رکھے اور ان امور میں کسی کی مطلقا پرواہ نہ کرے اور اتیانِ مستحب و ترکِ غیرِ اَوْلیٰ پر مُدارات خلق و مُراعاتِ قلوب کو اہم جانے اور فتنہ و نفرت وایذ او وحشت کا باعث ہونے سے بہت بچے۔

اسی طرح جو عادات و رسوم خلق میں جاری ہوں اور شرعِ مطہر سے ان کی حرمت و شناعت نہ ثابت ہو ان میں اپنے ترفّع و تنزّہ (برتری و پاکیزگی دکھانے) کیلئے خلاف وجدائی نہ کرے کہ یہ سب امور ائتلاف و موانست (الفت و اپنائیت) کے معارض (مخالف) اور مراد و محبوبِ شارع کے مناقض (ٹکراتے) ہیں۔

ہاں، و، ہاں! ہوشیار و گوش دار! کہ یہ وہ نکتۂ جمیلہ و حکمتِ جلیلہ و کوچۂ سلامت و جادۂ کرامت ہے جس سے بہت زاہدانِ خشک و اہلِ تقشّف (تنگ گزران) غافل ہوتے ہیں۔ وہ اپنے زعم میں محتاط و دین پرور بنتے ہیں اور فی الواقع مغزِ حکمت و مقصودِ شریعت سے دور پڑتے ہیں۔ خبر دار و محکم گیر! یہ چند سطروں میں علمِ غزیر، باللہ التوفیق والیہ المصیر'۔

قبلہ حاجی صاحب دام ظلہ العالی بالخیر والعافیۃ کی بارگاہ میں آخر میں ایک بار پھر عرض کنندہ ہو کر مقصود کی طرف آتا ہوں، کہ یہ جو کچھ میں نے لکھا ہے نہ میرا مقصودِ اصلی تھا نہ مجھے اس انداز سے اصلاح کی کوئی خاص خوش فہمی۔ یہ تو گویا 'احباب' کے 'انداز' کی ہی کھلی شکایت تھی

بس خامۂ خام نوائے ''گدا''، نہ یہ طرز میری نہ یہ رنگ میرا
'اندازِ' احباء 'مُوجب' تھا، ناچار اس راہ پڑا جانا

حضرت صاحب! میں آپ کا مرید ہوں نہ مولانا الیاس قادری صاحب کا، اس لحاظ سے مجھے آپ سے کوئی بَیر نہ ان سے کچھ طمع۔ مگر سنّیت کے احساس نے ان (مولانا الیاس قادری صاحب) کی قدر دل میں بٹھا رکھی ہے۔ جو دینی کام تمام کی تمام دینی سنی تحریکیں مل کر نہ کرسکیں وہ ان کی پر خلوص کوششوں نے (باوجود مخالفتِ احباب) کر دکھایا اور اب یہ نہایت حکمتِ عملی سے اسے سنبھالا دے کر آگے بڑھائے جا رہے ہیں۔ ان کی برکت سے کثیر اسلامی بھائی نیکی کی تبلیغ کرکے، دینی احکام پہنچا کر

علماء سے کفایتِ فرض کررہے ہیں، جو بلاشبہ علماء کی بھی عظیم خیر خواہی ہے۔ ایک ایسی مفید دینی تحریک اور اس کے بانی کی مخالفت میں نفع کا کوئی پہلو ہی نہیں، بلکہ سراسر نقصان وخسران ہے۔ خیر کے مراکز سے شر کی توقع نہیں، مگر اسے کس کی کارسازی کہیے کہ یہ کام آپ سے منسوب ادارے ہی سے ہونے لگا جو نہایت حیران کن اور افسوسناک صورت حال ہے۔

لہٰذا میری آپ سے عاجزانہ درد بھری التماس ہے کہ اپنے ادارے والوں کے اطوار پر خصوصی نظر فرمائے رہیے، ذرا دیکھئے! کہیں یہ سنیوں میں وہ خلیج نہ پیدا کرڈالیں کہ ہم آپ تو دنیا سے چل بسیں اور ہمارے بعد والوں کو اسے پاٹنے کو پھر صدیاں درکار ہوں۔ کہیں یہ وہ تباہی نہ مچایا چاہیں جس سے کفار وبدمذہب اشرار کے دل مسرور ہوں اور ہم سے مسلمان، سنی عوام کڑھن کے اظہار پر مجبور ہوں۔ ان کا رویہ پہلے ہی کچھ ایسا البیلا تھا کہ ایک عام فرد کو یہ کہتے سنا کہ 'انہوں نے شاید خدا ورسول (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے سوا کسی کو نہیں چھوڑا۔' اب مولانا الیاس قادری صاحب سی بے غبار شخصیت کی ایسی اندھا دھند اور بے جا مخالفت نے اس تاثر کے اثبات میں واقعی کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ نہ جانے اپنے زعم میں یہ کونسی حق گوئی کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں؟ اعتبار نفس الامری حقیقتوں کا ہے، وگرنہ وہابیہ بھی انبیاء علیہم السلام کی شان گھٹانے میں توحید کا زعم رکھتے ہیں۔ شیعہ، صحابہ علیہم الرضوان کی تنقیصِ شان میں حبِ اہل بیت کا زعم رکھتے ہیں۔ بعض نادان سنی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقصِ عقیدت میں محبتِ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زعم رکھتے ہیں۔ 'وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا' (اور وہ اپنے جی میں سمجھتے ہیں کہ ہم اچھا کام کررہے ہیں۔) تو کیا یہ سب زعمِ خویش کی بنا پر بری الذمہ ہوں گے؟ نہیں، یہ پھنسیں گے اور ایسے برے پھنسیں گے کہ جواب دہی کے بغیر چارہ نہ ہوگا۔ اسلئے 'انما نحن مصلحون' (ہم تو اصلاح ہی کرنے والے ہیں) کا قول اس وقت کام نہ آئے گا جب عملی کارروائیوں نے دینی فساد ونقصان کی رسوائیوں میں مبتلا کرکے رکھ دیا۔

پھر اس فساد کی بری نحوست، متعدی خصوصیت کا وبال کیسا برا ہوگا کہ جب ایک سنی ادارہ کسی سنی کی مخالفت کرتا ہے تو وہ مخالفت ایک دو افراد تک محدود نہیں رہتی بلکہ اپنے حلقۂ اثر میں پھیلتی چلی جاتی ہے حتی کہ بعض دیگر علماء وعوام تک بھی اس میں ملوّث ہوجاتے ہیں۔ پھر فریقین میں نفرتیں بڑھتی جاتی ہیں اور ایک دوسرے کی تحقیر، تجہیل وتفسیق، غیبت وچغلی، بدگمانی والزام تراشی، عیب جوئی اور دیگر محرّمات کا ایسا فتحِ باب ہوتا ہے کہ امت کی ایک تعداد اشغال حرام میں پڑجاتی ہے۔ نیز بلاتحقیق سنی سنائی باتوں پر اعتماد کرکے غلط فہمیوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ قائم ہوجاتا ہے، اور جو کام اتفاق کی برکتوں سے پایۂ تکمیل تک پہنچنا ہوتے ہیں نفاق ونفرت کی نذر ہوجاتے ہیں۔ سنیوں کا وہ وقت ومال، فکری صلاحیت واستعداد اور سرمایۂ وافراد جو سنیت کو کوئی مثبت فائدہ پہنچا سکتے تھے اب ضد وعناد کی بھینٹ چڑھ کر فضولیات بلکہ منفی حرکات میں برباد ہونے لگتے ہیں۔ جس کا مسلکِ اہلسنّت کو وہ نقصانِ عظیم پہنچتا ہے جو شاید کفار وبدمذہب بھی پہنچانے میں کامیاب نہ ہوسکیں۔ اب اس عمل کو کوئی

حق گوئی کا نام دے یا احتیاط ہونا قرار دے، تو اس کا فہم کرشمہ ساز ہو، کہ کیسی حق گوئی ہو کہ نظامِ دین باطل کرنے کے درپے ہو اور کیسی احتیاط ہو کہ محرماتِ قطعیہ میں پڑے ہوں۔

تمام مسلمان صحیح العقیدہ آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ کوئی قادری ہو خواہ نقشبندی، چشتی ہو یا سہروردی، کوئی رضوی ہو خواہ سعیدی، نوری ہو یا عطاری، یا کوئی اور ہو سب سنّیت کے قلعے کی حفاظتی دیواریں ہیں۔ ان میں سے کسی کی محض فرعی مسائل کی بنا پر مخالفت کرنا گویا مسلک اعلیٰ حضرت کو کمزور کرنا ہے۔ ان کے اکابرین کی ذوات کو نشانہ بنانا گویا اپنے ہاتھوں یہ قلعہ ڈھانا ہے۔ بالخصوص ایسی تحریک اور شخصیت کی مخالفت، جو سنیت کی بقا و ترقی میں سب سے زیادہ فعّال ہے، بدخواہی اہل سنت وسنیت ہو گا کہ اس سے عوام کو بدظن کرنے کی خواہش، کثیر افراد کو ایک دینی ماحول سے دور کر کے بدمذہبوں کے چنگل یا گناہوں کے جنگل میں ڈالنے کے ارادے کو محتمل ہے۔ لہٰذا میری ان کرم فرماؤں سے بھی خصوصی التجا ہے کہ ثانیاً، ثالثاً، رابعاً، خامساً، جتنی بار ہو سکے بار بار خوب نظر فرما کر فوائد و نقصانات کا جائزہ لیں اور فضول بلکہ مضر و نقصان دہ طرزِ عمل ترک فرما کر مثبت و تعمیری انداز کام میں لائیں۔ دعوت اسلامی والے آپ سے جدا نہیں۔ ان سے شفقت و بھلائی اور ان کی پر خلوص خیر خواہی سے دعوتِ اسلام عام کرنے میں ان سے معاونت فرماتے رہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ باعثِ اجر و ثوابِ جاری ہو گا، و گرنہ ضد اور ہٹ دھرمی میں پھر وہی نقصان و خسران ساری ہو گا۔

قال اللہ تعالیٰ ﴿ محمد رسول اللّٰہ و الذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینھم ﴾ ترجمہ: 'محمد اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل۔' وقال رسولہ الاعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم 'لا تباغضوا ولا تحاسدوا ولا تدابروا کونوا عباد اللّٰہ اخوانا' (البخاری) یعنی: 'آپس میں بغض نہ رکھو، حسد نہ کرو اور ایک دوسرے سے پیٹھ نہ پھیرو، اللہ کے بندو بھائی بھائی بن جاؤ۔'

اللھم ربنا فاغفر لنا و لا خواننا الذین سبقونا با لایمان ٥ ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا، ربنا انک رؤوف رحیم ٥ 'اے ہمارے ربّ! ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ، اے ربّ ہمارے! بے شک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے۔' آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسٓ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

والسلام مع رجاء الحکمۃ والشفقۃ والإرحام

خادمکم وعلماء اہل السنۃ

عابد علی عائذ حجازی

آخر میں فقیر نے اس طرح کی استدعا بھی کی تھی،

'اب جب کہ آپکی بہت ساری غلط فہمیوں کا ازالہ ہوگیا تو دیانتداری کا تقاضا یہ ہے کہ آپ یہ بھی رضائے مصطفیٰ میں چھاپیں تا کہ لوگوں کے ذہنوں میں آپ، مولانا الیاس قادری صاحب دام ظلہ کے بارے میں جو غلط فہمیاں منتقل کر چکے ہیں ان کا تدارک ہو۔'

مگر............

ع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

ع حیراں ہوں، دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں

قبلہ حاجی صاحب کی بارگاہ سے اس التجا کا کوئی مثبت جواب موصول نہ ہو پایا تھا کہ ایک اور عالی شخصیت کی مزعومہ خیر خواہی کا چاند طلوع ہو کر کشتِ سنّیت پر ٹھنڈی ٹھنڈی کرنیں نشر کر گیا، جس سے ثمرِ اجتماعیت نکھرا، سنورا، پھلا پھولا اور خوب شیریں ورسیلا بن گیا نتیجتاً ہم سنیوں کے سینے بسرور اور چہرے پُر نور ہو گئے، اور کفر ونفاق کے لئے اس کی ٹھنڈک قاتل برد ثابت ہو کر انہیں کامل سرد کر گئی۔ واہ، اس خدمتِ اسلام وسنّیت اور اس دعوتِ اجتماعیت کے کیا کہنے!

......یا لیتنی لم اقل هذا طنزاً ! لانتاجه العکس المبیّن رمزاً......

(وائے حسرت کہ مجھے یہ بطور طنز نہ کہنا پڑتا! کہ اشارتاً بیان کردہ نتیجہ اس کے برعکس ہے۔)

اس شخصیت کے کئی اعتراضات کا جواب اگرچہ گزشتہ مکتوب میں ہو لیا، مگر چونکہ ان کی قلبی واردات ذرا جدا نوعیت کی ہیں لہٰذا ضروری جانا کہ ان کا بھرم بھی کھول ہی لیا جائے۔

حضرت کی رنگینیاں بہت بالائی ہیں، ایک طرف تو غیظ وغضب کی وہ تجلیاں ہیں کہ فتنہ سازی کی ڈگریاں دی جارہی ہیں اور دوسری طرف القابات کی بھر مار کے ساتھ دردمندانہ التجائیں ہیں۔ وہ بھی ان کی کارروائیاں ہیں اور یہ بھی ان کی ادائیں ہیں۔ القابات میں مبالغے کا عنصر نمایاں کر کے شاید طنز کی جھلک ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اظہارِ شفقت کے ساتھ ساتھ اعتراضاتِ بے محل کی بوچھاڑ، گویا یوں ہے کہ جیسے کسی کو مارتے بھی جاؤ اور ساتھ ہی ساتھ اسے چمکارتے بھی رہو۔ اس انداز کو بلاشبہ مہذب جارحیت قرار دیا جاسکتا ہے ۔

میرے دشمن کے لفظوں میں بھی ایسی کاٹ کب ہوتی
کہ یہ لہجہ تو بالکل ہی میرے احباب جیسا تھا

حضرت والا کی عظمت و وجاہت اور کبریت وجلالت مسلّم، مگر اس عظمت و وجاہت اور کبریت وجلالت سے ان کیلئے اصاغر کی تحقیر کا جواز کہاں سے ثابت ہوتا ہے۔ شارع علیہ الصلاۃ و السلام نے ہر مسلمان کی (اس کے جان و مال کی طرح) عزت کی بھی حرمت قائم فرمائی ہے جس کا کم از کم معیار بقول سیدی اعلیٰ حضرت یہ ہے، ''کسی مسلمان جاہل کی بھی تحقیر حرام قطعی ہے۔'' آگے فرماتے ہیں، ''جب عام مسلمانوں کے باب میں یہ احکام ہیں تو علماء کرام کی شان تو ارفع و اعلیٰ ہے۔'' یونہی یہ طریقہ بھی مناسب نہیں کہ اکابر کا شرف، اصاغر کی تحقیر سے ثابت کیا جائے۔ یہ نجدی پیمانۂ فضیلت ہے جو اللہ تعالیٰ کی عظمت و توحید، انبیاء علیہم الصلاۃ و السلام اور اولیاء علیہم الرحمہ کی گستاخی اور توہین سے ثابت کرنے کی بیہودہ کوشش میں لگے ہیں یا رافضی معیارِ تقدیس ہے جو اہل بیت کرام علیہم الرضوان کی بزرگی، صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تنقیص سے واضح کرنے کی ناپاک سعی میں پڑے ہیں۔ مگر یہ مکروہ طرزِ استدلال اہلسنت اور خاص طور پر بزرگ ہستیوں کو ہرگز زیب نہیں دیتا۔

میں ان کے درد و خلوص کا استہزاء و انکار نہیں چاہتا مگر کیا ہی اچھا ہوتا کہ اس دردمندی و اخلاص کو درست سَمت ملی ہوتی اور یہ غلط فہمیوں اور بدگمانیوں کے سٹیج پر براجمان ہو کر کسی معظّمِ دینی کی فتنہ سازی کے اثبات پر فتوے بازی نہ کر رہے ہوتے۔ مجھے جناب کی اَبْرَئیت (صیغۂ اسم تفضیل سے مصدر جعلی) اور تصلُّب فی الرضویۃ میں بھی شک نہیں مگر یہ تصلب شاید اپنی متعینہ حدود پھلانگ کر تشدد کی جانب تجاوز فرما گیا ہے۔ چیرہ دستی حضرتِ ضیغم کی مشقِ ستم نہ جانے کیوں اپنوں ہی پر اتم ہوئی جاتی ہے۔ ایک ایسی ہستی جو انتہائی پر امن طور پر، نہایت حکمت عملی سے اسلام و سنیت کا عظیم کام سرانجام دیتے ہوئے اسے بھرپور کامیابیوں سے ہمکنار کر چکی اور کر رہی ہے، اسکی ساری کارکردگی کو یوں بیک جنبشِ قلم فتنہ قرار دے دینا ستم نہیں تو کہاں کی انصاف پسندی ہے کیا اس بے عملی کے دورِ پُرفتن میں لاکھوں نوجوانوں کو فرائض و واجبات اور سنن و مستحبات کا پابند کرنا فتنہ ہے؟ یا لاکھوں بے نمازیوں کو نمازی بنانا فتنہ ہے؟ یا دفعِ مفسدات اور مقاصدِ دینیہ کے حصول کی سعی فتنہ ہے؟ یا اسلام و سُنّیت کی خدمت و اشاعت فتنہ ہے؟ رضویت و خوش عقیدگی کا تعارف و فروغ فتنہ ہے؟ یا معمولات اہلسنّت کی تعمیمِ جاں افروز فتنہ ہے؟ جہالت و لاعلمی کی ظلمت دور کر کے علماء و مبلغین کی پروڈکشن (Production) کا اہتمام فتنہ ہے یا بے عملی کے اختتام کی کوشش فتنہ ہے؟ احیاءِ سنت و اجراءِ شریعت فتنہ ہے؟ یا ازدیادِ اخوتِ اسلامی اور قیامِ معاشرتِ دینی فتنہ ہے؟ محبت الٰہی و عشق رسول (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی تحریکِ قلبی فتنہ ہے؟ یا انبیاء و اولیاء کے احترام و عقیدت کی شمع افروزگی فتنہ ہے......؟؟؟ شدید ذہنی اذیت اور نہایت قلبی رنج دہندگی ہے کہ وہ شخص جس نے اسلام و سنیت کی خدمت کے لئے ہمیں وہ پرعزم و جواں ہمت افرادِ کثیرہ اور ایسا بہترین نظام مشتمل برایں شعب مفیدہ مہیا کر دیئے، اس کی سپاس گزاری کے بجائے اسے القاب بیہودہ سے موسوم اور افعال ناکردہ سے مطعون کیا جائے۔ اختر شاہجہان پوری علیہ الرحمہ شاید ایسے مواقع ہی کی ترجمانی فرما گئے کہ ؎

دوستوں نے جب ہمیں الفت کی دی اتنی سزا　　　دشمنوں کی سب جفاؤں کا گلہ جاتا رہا

لاکھوں مریدوں کے پیر ہونے کو بار بار جتانا کہیں ان کے بارے میں یہ گمان کرنا تو نہیں کہ انہوں نے اس کثرتِ ارادت کے زعم و تکبر میں ان مسائل شرعیہ کو اختیار کیا ہے۔ یہ تو ایک دینی پیشوا کے بارے میں سوءِ ظن و بدگمانی ہوگی۔ جس کا شرعی حکم بیان کرتے ہوئے سیدی اعلیٰ حضرت ارشاد فرماتے ہیں، ''اور بدگمانی سب سے سخت تر جھوٹ اور اشد حرام، قال اللہ تعالیٰ ﴿ یَـا أَیُّهَـا الَّذِیْنَ آمَـنُـوا اجْـتَـنِـبُـوا کَثِیْراً مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ ﴾ یعنی 'اے ایمان والو! بہت گمانوں سے پرہیز کرو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں، 'ایاکم و الظن فان الظن اکذب الحدیث رواہ الآئمة مالک و البخاری و مسلم و ابوداود و الترمذی عن ابی ہریرة رضی اللہ تعالی عنه' یعنی 'لوگوں سے گمانِ بد کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ بدگمانی سب سے بڑا جھوٹ ہے۔' (الفتاویٰ الرضویہ جدید ج ۲۱ ص ۱۳۳، ۱۳۴)

نیز ان مسائل کے بارے میں وہ مبتدع نہیں بلکہ متبع ہیں۔ اگر انہوں نے یہ احکام خود مستنبط کئے ہوتے تو چلو پھر بھی وہی قابل مواخذہ ہوتے مگر جس نے مووی کے بارے میں حضرت کا مدنی مذاکرہ نمبر ۱۳۹، ۱۴۰ سنا ہے بخوبی آگاہ ہے کہ وہ بارہا اسکی وضاحت فرما چکے کہ یہ میرا فتویٰ نہیں بلکہ میں نے ان کثیر سنی علماء کرام کے فتوے پر عمل کیا ہے جو اسے جائز قرار دیتے ہیں۔

یہ کوئی ایسی بات نہیں جس پر ان جیسے معظم و پیشوا، مسلم رہنما کی حرمت مباح ہو جائے۔ ایسا جارحانہ رویہ کسی بھی معتبر محتاط مفتی سے صادر نہ ہوا بلکہ علماء حقہ کا عمل ہمیشہ جادۂ اعتدال پر چلتے ہوئے مؤمنین مسلمین کی عزت و حرمت کی پاسداری رہا۔ مسائل مبحوث عنہا ہی میں دیکھ لیں، مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ فتاوی فیض الرسول ج ۱ ص ۳۵۶ پر ایک ایسے شخص کے بارے میں جو اسپیکر پر نماز کے مجوزین میں سے متشدد تھا اور اس معاملے میں دوسروں کو برا بھلا کہہ رہا تھا، فرماتے ہیں، 'اگر آپ مفتی (افضل حسین مونگیری) صاحب قبلہ کے فتویٰ پر اعتماد کر کے قائل جواز اقتدا ہیں تو رہیں۔ لیکن افراد امت کے درمیان ہنگامہ، شور اور فتنے کی صورت پیدا ہونے کا موقع نہ دیں۔' مولانا مفتی غلام جیلانی اعظمی نے اس فتوے کی تصدیق فرمائی ہے۔

یہ بغض و حسد کا کرشمہ نہ سہی مگر خیر خواہی کا بھی کیسا انداز ہے کہ اول تو شخصیت ایسی منتخب کی جو دورِ حاضر کی وہ واحد ہستی ہے جس نے مسلمانوں کو عملی طور پر جمود سے نکال کر ایسے اسلامی معاشرے کی بنیاد رکھ دی کہ یادِ اسلاف تازہ ہوگئی اور دین و سنیت کو نکھار مل گیا۔ پھر مقالہ وہاں سے چھپوایا جہاں پہلے ہی موصوف کی قسم کے کچھ افراد دلی حسرتوں کی تکمیل میں ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ

ہم نہ کچھ ہو سکے، کسی اور کی عظمت کیوں مانیں

یہ تو گویا پنجابی کہاوت میں مذکور اس رویّے کا غماز ہے کہ 'ناں کھیڈاں گے ناں کھڈاواں گے، وچ کچولا پاواں گے' (یعنی خود کریں گے نہ دوسروں کو کچھ کرنے دیں گے بلکہ جو کام ہو چکا ہے اسے بھی خراب کریں گے)۔

یہاں میں اپنا گزشتہ مکتوب والا سوال دوبارہ اٹھانے کی جسارت ضرور کروں گا کہ جب مذکورہ مسائل میں دیگر علماء وعوام بھی مجوّزین کی صف میں قیام آراء اسپیکر پر نماز، مووی کے امور خیر میں استعمال اور نوافل (مثلاً صلاۃ التسبیح) کی جماعت وغیرہ پر عامل ہیں تو موردِ الزام صرف یہی (امیر اہلسنّت ہی) کیوں؟ اکابر کے نام پر علماءِ زمان سے تنفیر ہی گر آپ کا مقصد سہی تو پیکانِ نگاہِ انتخاب کا شکار یہی کیوں؟ سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے قولِ ضروری سے انحراف کر کے امت کے لئے تنگی ہی جناب کو منظور سہی مگر تیغِ جذبات کے مضروب یہی کیوں؟ کیا صاف صاف دینی نقصان عزیز ہے؟ نہیں، نہیں، اتنی بڑی بات مسلک اعلیٰ حضرت کی 'موقوف علیہ' ہستی سے متوقع نہیں۔ پھر آخر ایسا کیوں ہے......؟؟؟

ع اے وائے اگر معرضِ اظہار میں آوے

کیا امیر اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کی دینی شعور بیدار کرنے کی سعی اور سنتوں کی پرخلوص خدمت اس بات پر باعث ہوئی کہ خیر خواہی کے نام پر ان پر اعتراضات کر کے ان کا کام روکا جائے، اور اعتراضات پر مشتمل مقالہ وہاں سے چھپوایا جائے جہاں ان کا یہ دینی کام ٹوٹنے کے زیادہ امکانات موجود ہوں؟

ع مگر آہ وہ آنکھ کہ ناکام تمنا ہی رہی

انہیں شاید معلوم نہیں کہ ہند میں دعوتِ اسلامی کا کام کتنا مضبوط اور امیر اہلسنّت وہاں کس قدر مقبول ہیں۔ لہٰذا وہی ہوا اور ان کی خصوصی 'ہمدردیوں' کا نچوڑ مقالہ پاکستان کی طرح وہاں بھی امیر اہلسنّت کی شخصیت کو ڈیمج کرنے میں غیر مؤثر ثابت ہوا۔ میرے بالواسطہ جاننے والے ہند کے ایک دوست نے بتایا کہ وہاں بھی لوگوں نے ان کی تحریر کو کوئی خاطر خواہ اہمیت نہیں دی بلکہ اس پر نالاں ہوئے اور مولانا الیاس قادری صاحب کی عقیدت اور دعوت اسلامی کی محبت ہی کا دم بھرتے ہیں ؎

تم کو بے مہری یارانِ وطن یاد نہیں؟ کرتے کیوں ہو غربت کی شکایت غالب

دعوت اسلامی کے معاندین وحاسدین کو جوابات دینے اور ان کے خدشات کا ازالہ کرنے سے آپ کا ﴿ و تعاونوا علی البر ...... ﴾ پر عمل ضرور مسلّم تھا کہ ان لوگوں کی مخالفت عناد وحسد ہی کا پیش خیمہ تھی جو دعوت اسلامی ایسی تحریکِ نیک نامی کی بدخواہی کا عملی مظاہرہ کر رہے تھے۔ آپ کا یہ اقدام بلاشبہ اچھا اور قابلِ تحسین تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس پر جزائے جزیل عطا فرمائے۔ آپ کو چاہئے تھا کہ اپنے اس اچھے عمل پر مستقیم رہ کر ان کے اچھے کاموں میں معاونت وحمایت جاری رکھتے، نہ کہ اپنے کئے پر پانی پھیر کر ان اصحابِ خیر کے معاندین وحاسدین اور نقصان دین کے طالبین کی خبیث روحوں کے عارضی سکون کا سامان بہم مہیا کرتے۔ نیز عُجب جیسے مرض سے بچاؤ کے لئے احتیاطی تدبیر کے طور پر ضروری ہے کہ بندہ اس بات پر غور کرتا رہے کہ یہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے دینی خدمت میں کسی شخصیت کے ساتھ تعاون کا مجھے موقع دیا۔ وہ بے نیاز چاہتا تو کسی اور سے یہ کام لے لیتا۔ جیسا کہ مجھ گنہگار اور شاید ابھی بہت سے دیگر علماء کو بھی یہ سعادت ملے گی۔

رہا اس تحریک کے بانی و اراکینِ مجلسِ شوریٰ وغیرہ کا تغیرِ زمان کی وجہ سے اسباب ستہ میں سے کسی سبب کی بدولت، سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے قولِ ضروری کے تحت، تبدیلیِ احکام کا تقاضا تسلیم کرتے ہوئے مذکورہ مسائل خلافیہ میں اکثر علماء وفقہاء زمانہ کا متبع ہوکر ان کا قول اختیار کرنا تو یہ کوئی ایسا فعل نہ تھا جس کی بنا پر مابدولت دینی نقصان کی بھی پرواہ کئے بغیر (اور بحکمِ ظن اسی کا قصد کرتے ہوئے) ان کے پیچھے ہولئے۔ نیز یہ ہرگز اکابر کے فیصلوں میں رخنہ اندازی نہیں جیسا کہ ماقبل مکتوب میں سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے فرمان سے واضح ہو چکا۔ اگر یہ بزعمکم ایسا ہی ہے تو دیار اعلیٰ حضرت ہند میں بڑے بڑے فقہی سمیناروں کا انعقاد کیا اکابر کے فیصلوں میں رخنہ اندازیوں کے لئے کیا جاتا ہے؟ اس کا الزام تو پھر نبیرۂ اعلیٰ حضرت تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خاں صاحب وغیرہ شخصیات دامت برکاتہم پر بھی عائد ہوتا ہے۔

اگر آپ کو تغیرِ زمان کی وجہ سے اسباب ستہ میں سے کسی سبب کی بدولت، سیدی اعلیحضرت علیہ الرحمہ کے قولِ ضروری کے تحت، تبدیلیِ احکام کا تقاضا تسلیم نہیں تو مفتی موصوف، نبیرۂ اعلیحضرت مولانا اختر رضا خاں صاحب دامت برکاتہم کی زیرِ سیادت دیار ہند کی مجلسِ شرعیٰ کے فیصل بورڈ کی جانب سے الکوحل ملی ادویات (جنہیں سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے کثیر مقامات پر بالتصریح حرام قرار دیا) کے جواز وغیرہ کے فتاویٰ کے انکار اور اس مجلس کے جمیع اراکین پر اس جرأت و جسارتِ تبدیلیِ احکام اور اکثر و اغلب علماء کرام پر ان کی اتباع کے باعث لازم آنے والے حکمِ فسق کے اقرار پر مشتمل ایک مقالے کی تکلیف بھی دلِ پر درد کے حامل اپنے جسمِ مقدس کو دیجئے اور ان عظیم سانحاتِ اختلاف مع الاکابر الاعلام کے جدید فتنوں کا استیصال ازبس ازحد ضروری قرار دے کر ان کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند کرنے کی بھی سعی فرمایئے۔ نیز رہتی دنیا تک کوئی تغیرِ زمان کی وجہ سے تبدیلیٔ احکام کے جرم کا مرتکب نہ ہو سکے اس کا بھی کوئی مناسب سد باب کر ہی دیجئے۔ جو کام سیدی اعلیٰ حضرت یا دیگر اکابر کرنا بھول گئے بلکہ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیاری اُمت کے لئے رفق وتیسُّر کا خیال رکھتے ہوئے قولِ ضروری کا سبق دے کر اسے رواج دے گئے شاید آپ کی ہمتِ محترمہ وہ کر گزرے اور تشدّد وتضُّیق کے مخالف ان 'جدید فتنوں' کا قلع قمع کر کے امت کی تفسیق اور اصرار علی الکبیرہ کی مثبت اس عظیم دینی خدمت کے منفرد کارنامے کا سارا کریڈٹ آپ کے حصے میں ڈال سکے۔ خاص توجہ فرمایئے اور اپنی بقیہ عمر مبارک اس معاونِ دین، باعثِ اجتماعیت اور ثواب جاری کے حامل کارِ خیر کے اہتمام میں بسر کیجئے۔

مگر محترم! بات یوں نہیں، یہ دین جو بقول سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کمال یُسر وسماحت (آسان اور نرم) ہے۔ ہمارے اکابر نے ہمیں اس کے صرف مسائل ہی مبرہن کر کے نہیں دیئے بلکہ حالاتِ زمانہ کی رعایت کے مطابق قواعد بھی مرحمت فرمائے ہیں۔ ان کے بیان فرمودہ مسائل پر جم جانا اور ان کے قواعد ترک کر دینا ان کی اتباع ومعیت کہاں ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ ہی کے فرامین لیجئے جو سابق میں بھی مذکور ہوئے، 'لاالجمود علی المأثور من لفظه' یعنی، ان سے نقل شدہ الفاظ پر جم جانا ان کی پیروی نہیں۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت علیہ الرحمہ کے بارے میں امیر اہلسنت اپنے کئی بیانات اور مدنی مذاکروں میں اپنا موقف واضح کر چکے ہیں کہ وہ سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے کسی جزیئے میں بھی مخالفت روا نہیں رکھتے۔ مگر آپ جن باتوں میں ان پر غضب ناک ہیں (سمجھنے کی کوشش کی جائے تو) وہ درحقیقت مخالفت ہیں ہی نہیں۔ یہ تو اعلیٰ حضرت و دیگر اکابر رحمہم اللہ تعالیٰ ہی کے ارشادات پر انہی کے اصولوں کے مطابق اسباب ستہ وتغیر زمان کی رعایت کرتے ہوئے تبدیلیٔ مسائل ہے۔ جس کی امثلہ ہمارے انہیں اکابرین سے ثابت اور انہی کے فرامین اس کے مؤید۔

خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاوی امجدیہ ج ۳ ص ۱۵۹ پر فرماتے ہیں، 'بعض احکام ظنیہ میں مصلحت یا ضرورت یا عمومِ بلوی وغیرہا وجوہ سے علماء کرام نے زیادت ونقص وخلاف کا حکم دیا ہے اور اس کے نظائر کتب فقہ میں کثیر ہیں کہ متقدمین نے ایک قول پر فتوی دیا اور متاخرین نے اس کے خلاف پر۔' پھر مرور زمانہ سے متبدل ہونے والے بعض احکام کا بیان فرمایا اور اس ضمن میں ارشاد فرمایا، 'مگر یہ حقیقۃً مخالفت نہیں بلکہ عین مقصد شارع ہے۔' ج ۳ ص ۱۶۴ پر فرمایا، 'جس نے کلمات علماء کا تتبع کیا وہ جانتا ہے کہ کلام علماء میں اس کی بہت سی نظیریں ملیں گی کہ زمانہ سابق میں اور حکم تھا اور اب کچھ اور۔ طحطاوی کا یہ جملہ، 'قالوا الاحکام تختلف باختلاف الزمان' (یعنی فقہا کرام فرماتے ہیں کہ زمانے کے اختلاف سے احکام مختلف ہو جاتے ہیں) اس مضمون پر کافی روشنی ڈالتا ہے۔ نیز جواہر اخلاطی میں ہے، 'هو و ان كان احداثا فهو بدعة حسنة و كم من شيء يختلف باختلاف الزمان و المكان' (یعنی یہ اگرچہ نئی چیز ہے مگر اچھی ایجاد ہے، اور کتنی ہی چیزیں (احکام) زمان ومکان کی تبدیلی کے ساتھ بدل جاتے ہیں)۔ مگر حقیقتاً ان سب صور میں تبدیل احکام نہیں۔ بلکہ الضرورات تبیح المحذورات پر نظر ہے، یا اذا ابتلی ببلیتین فلیختر اهونهما کا لحاظ ایسے امور کی طرف داعی ہوتا ہے، اختلاف زمانہ و مصالح مسلمین ان کی مقتضی ہوتی ہیں۔' (فتاویٰ امجدیہ ج ۳ ص ۱۵۹ تا ۱۶۴)

مولانا مفتی نظام الدین صاحب رضوی مصباحی گجراتی مدظلہ فرماتے ہیں، 'یہ تبدل احکام مقاصد شرع کے تحت ہوتا ہے، کیونکہ شریعت رفق، نرمی اور تیسُّر پسند فرماتی ہے، نہ کہ معاذ اللہ تعالی تضیُّق و تشدید۔ اس لئے علماء و فقہا نے جہاں ایسی دقتیں محسوس کیں وہاں ہر دور و زمانہ میں انہیں روایات کی طرف میلان اختیار کیا جن کی بنا پر مسلمان تنگی سے بچیں۔ لہذا اخیر میں ہم گزارش کرتے ہیں کہ آج علماء و فقہاء اسلام کی خداترس جماعت اگر اپنے متقدمین فقہا سے مصلحت دینی یا دفع حرج و عرف و تعامل وغیرہ امور کی بنیاد پر کسی مسئلے میں (بظاہر) اختلاف کرے تو یہ گستاخی و بے ادبی نہ ہوگی بلکہ عین ان متقدمین کے منشاء کے مطابق ہے اور یہ عمل ان کی روش سے انحراف نہیں بلکہ ان ہی کے قولِ صوری کو چھوڑ کر قولِ ضروری کی تعمیل ہے جو ایک مستحسن عمل ہے۔ اس سے جدید مسائل کے حل کرنے اور مسلمانوں کی دینی و دنیاوی ضرورتوں کو دائرہ شرع میں پورا کرانے پر مدد ملتی ہے۔ (ماہنامہ اشرفیہ، جنوری ۲۰۰۵، ص۱۳)

چنانچہ ان علماء معتمدین کے اخلاص و نیت پر بھی شبہ نہیں کرنا چاہئے۔ یہ سیدی اعلی حضرت کے سچے خادم ہیں اور انہیں کے دیئے ہوئے اصولوں پر تیسیر امت کی خاطر انہوں نے یہ کاوشیں کی ہیں۔ ان کی دیانت دارانہ تحقیق پر مسلک اعلی حضرت کے خلاف بغاوت و سرکشی کا الزام دینا ہرگز مناسب نہیں بلکہ انتشار و افتراق کا باعث ہے۔

ہاں، اگر آپ یوں فرمائیں تو حق بجانب ہیں کہ ہمیں اپنے اسلاف کے بیان کردہ اصولوں سے ہٹ کر مخالفت کے در وا نہیں کرنے چاہئیں کہ یہ دور بہت نازک ہے۔ اس میں یہ وتیرہ اپنا کر ہم واقعی اسلاف سے کٹ جائیں گے، جس سے آزاد خیالی و بے قیدی کو ہوا ملے گی اور اس بہانے آزاد منش ٹیڈی مجتہدین مسائل فقہیہ کا نقشہ بدل کر رکھ دیں گے (جیسا کہ دینی پروگراموں کے نام پر بعض ٹی وی چینلز پر آجکل یہ ڈرامے ہورہے ہیں۔) پھر یہ روش یہیں تک نہ رہنے دے گی بلکہ بات عقائد تک پہنچ کر مسئلہ تکفیر وغیرہ میں بھی خلل انداز ہوسکتی ہے۔ لہذا ایسا بے قید نام نہاد اجتہادی رویہ، خواہ وہ کیسے ہی شارح و محدث یا مقرر ماہر کی جانب سے ہو، خلاف راہِ سلامت و باعث افتراقِ امت ہے، اور ہرگز ہرگز قابل تسلیم و لائق تعظیم نہیں۔ بعض بھولے مسلمانوں نے اگرچہ جدید مسائل کے حل کی مدّ میں اسے بھی سراہ ڈالا ہے مگر یہ ان کی اصول فقہ سے عدم واقفیت و لاعلمی پر محمول ہوسکتا ہے۔

اس ضمن میں آپ نے تقابل کی جو گرہ لگائی ہے (کہ کیا آپ کے احباب و اراکین کو بھی اختلاف کی اجازت ہے؟) اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ شاید حضور نے مولانا کے مووی کے بارے میں مدنی مذاکرے کی دونوں کیسٹیں مکمل نہیں سنیں۔ اس مذاکرے میں انہوں نے بالتصریح اپنے اور مجلس شوری سے اصولوں کے مطابق اختلاف رائے کی اجازت دی ہے۔ مگر اراکین کو مخالفت (یعنی صاحب معاملہ یا متعلق ذمے دار سے رجوع کئے بغیر اپنی سمجھ کو حق و ناحق کا معیار زعم کر کے ڈھول پیٹتے ہوئے دیگر کو اس سے متنفر کرنے) سے منع فرمایا ہے جس کی وجہ بھی بیان کردی کہ اس سے اسلامی تحریک کا نظام متاثر ہوکر دینی نقصان متوقع ہے۔ یہ ان کی بہترین سوچ، نہایت حکمت عملی پر مبنی فکر اور دین کو نقصان سے بچانے کی احسن تدبیر ہے نہ کہ جناب کی طرح عاقبت نا اندیش بے تکی مخالفت کی طرز۔

جہاں تک مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی تغلیط اور تردید کی بات ہے، میں یہ تو نہیں کہتا کہ حضرت والا جناب تغلیط و تردید اور اطاعت و تعمیل کے درست مفہوم سے آگاہ نہیں ہیں البتہ یوں کہوں تو شاید زیادہ قرین ادب ہو کہ حضرت سے تطبیق و تشخیص میں مسامحت واقع ہوگئی کہ سیدی اعلیٰ حضرت و دیگر اکابر علیہم الرحمہ کے اصولوں کی مطابقت و ماتحتی میں تبدیلیٔ مسائل ہر گز ان اکابر کی تغلیط و تردید نہیں بلکہ یہی ان کی اتباع و تعمیل ہے۔ کما سبق، فان شئت أن تأسی قلبک فلیطالع کلامہ رحمہ اللّٰہ تعالٰی مما سبق مرۃ بعد اخری حتی ان تفوز بالفھم۔

اسپیکر پر نماز کے سلسلے میں غلبۂ تشدد سے انہیں شاید کیفیت عذر ہے کہ ملتان والے اجتماع میں بذاتہ الشریف شرکت و ملاحظت کے باوجود دعوت اسلامی والوں کی مجبوریاں ان کی فہم میں نہیں آئیں۔ میرا ذاتی مشاہدہ ہے کہ ملتان اجتماع میں نمازوں میں وہ ابتری ہوتی تھی کہ لوگ دعوت اسلامی والوں کو برا بھلا کہنا شروع ہو جاتے تھے کہ یہ لاکھوں مسلمانوں کی نمازیں خراب کر رہے ہیں۔ دوران جماعت اجتماع کا ایک حصہ رکوع سے متکیف ہوتا تو دوسرا دوسرے سجدے کی سعادت پا رہا ہوتا۔ کوئی ابھی سجدوں کے مزے لوٹ رہا ہوتا تھا کہ امام صاحب کی دعا کرنے کی آواز اسکے بہت پیچھے رہ جانے کی اطلاع بہم پہنچاتی۔ دوران نماز کچھ جاہل بلند آواز سے چیخ چیخ کر انتقالات کی خبریں نشر کرنا شروع کر دیتے کہ رکوع میں چلے جاؤ، سجدے میں چلے جاؤ، یا تقرر شدہ قراء مکبرین کے ساتھ بعض بلند صوت جہلا (جو شاید اپنے علاقوں میں یہ فریضہ سرانجام دیتے ہوں گے، اسی دھن میں ادھر بھی) تکبیرات کہنا شروع ہو جاتے اور 'اللہ اکبر' کے اکبر کو کھینچ کر 'اکبار' کہہ کر تکبیریں دینے لگتے، اور لوگ ان کی آواز پر انتقالات کرتے۔ یہ وہ صورتیں ہیں کہ جن میں بلا اختلاف و بالاجماع نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ ان سب سے بڑھ کر یہ ہوتا کہ کچھ شریر (قوی امکان ہے کہ بدمذہب) زور زور سے چیخنا شروع ہو جاتے کہ 'نماز توڑ دو، نماز توڑ دو'، اور لوگ ان کی چیخ و پکار پر نماز توڑ بیٹھتے، جب آگے والے توڑ دیتے تو پیچھے والوں کو بھی مجبوراً توڑنا ہی پڑتی۔ غرض اللہ تعالیٰ کے ان مخلص بندوں کی عبادت اپنا تقدس کھو رہی تھی۔ نیز واضح رہے کہ یہ اس کی بات ہے جو دنیا کی منظم ترین تحریک ہے اور جس کے پاس دنیا کی سب اسلامی تحریکوں سے زیادہ قراء موجود، جو طہارت و نماز و تکبیر بالجہر کے مسائل سے بھی اچھی طرح واقف، جنہیں نہایت منظم انداز میں نماز شروع ہونے سے پہلے ہی تکبیرات کہنے کے لئے پورے اجتماع گاہ کے کونے کونے میں مقررہ جگہوں پر کھڑا کر دیا جاتا اور وہ پوری ذمے داری سے مرکز کی جانب سے لگائی گئی اپنی ڈیوٹی ادا کرنے کی کوشش بھی کرتے۔ مگر اس سب کے باوجود مذکورہ سب کچھ وقوع پذیر ہو رہا تھا۔ یہ تو امیر اہلسنت دامت برکاتہم کی دانا و بینا شخصیت ہے کہ انہوں نے فقہی بصیرت سے مجوزین کے قول کو اختیار کر کے اپنے بے مثال اجتماع کو ابتری کا شکار ہونے سے بچا لیا۔ مگر اصحاب متشددین کے قصے بہت دلچسپ و غریب ہیں کہ مجوزین کو برا بھلا کہیں گے، اپنی مسجد میں دھوم دھام سے اسپیکر بند کروائیں گے، اُمی و جاہل مکبرین کھڑے کریں گے، بالاجماع لوگوں کی نمازیں برباد کریں گے اور ایک مختلف فیہ مسئلے میں جواز پر عامل ہو کر اپنی نمازوں کا تحفظ کرنے والوں کو برا بھلا کہیں گے۔

مووی کے موضوع پر مولانا الیاس قادری صاحب کے مذاکرے کی دونوں کیسٹیں سننے کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ کچھ بھی اشکال باقی نہ رہنا چاہئے۔ مولانا دام فیوضہ نے ماشاءاللہ بہت بہتر، مدلل اور سہل انداز میں نہ صرف اپنا حق پر ہونا واضح کر دیا ہے بلکہ مانعین پر بڑے لطیف اور مؤدبانہ انداز میں حجت بھی قائم کر دی ہے۔ دیدۂ انصاف بے غبار و صاف اور قلب، دستِ دیانت سے استعانت پر رضامند ہو تو شمسِ حقیقت دیکھنے اور دست دیانت تھامنے میں کچھ مانع نہیں۔

حضرت مولانا مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے پورے شد و مد، کر و فر اور رجاہ و جلال کے ساتھ اس کے عدمِ جواز کی تحریک چلائی۔ اب حالات کو سامنے رکھتے ہوئے وہ بھی اسے جائز بلکہ نہایت مستحسن قرار دے رہے ہیں۔ (ماہنامہ اشرفیہ، جولائی ۲۰۰۶ء ص ۱۵)

اہل زمان کی معرفت سے نادان کو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے بتصدیق علماء کرام، علم سے انجان قرار دیا ہے اور امت آج جن حالات کا شکار ہے علماء کرام پر آشکار ہے۔ لہٰذا اس موقع پر حضرت عطار قادری صاحب کا مووی کے جواز کا فتویٰ تسلیم کر کے اس فیلڈ کی طرف قدم بڑھانا نہایت ناگزیر سمجھ میں آتا ہے۔ اگر جناب محترم کو تسلیم نہیں، تو جہاں حضور فلک پائگہ نے اپنا قیمتی وقت امیر اہلسنّت دامت برکاتہم کی شخصیت پر بے مقصد دھواں دار اعتراضات کرتے ہوئے اپنے فکر و فن اور جلالی پن کے اظہار میں صرف فرمایا وہاں امت کو اس ضمن میں درپیش مسائل کا کوئی قابل عمل حل پیش فرمانے میں بھی کچھ وقت 'ضائع' کیا ہوتا۔ مولانا الیاس قادری صاحب دامت برکاتہم کے اپنے مدنی مذاکرے میں بیان کردہ مسائل اور اٹھائے گئے سوالات کو بھی چھوا ہوتا۔ ابھی اُمت کی اغلب اکثریت ان میں اس بری طرح سے مبتلا ہے کہ اس سے رہائی کی بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ تقریباً تمام اہم (سرکاری و نجی، مذہبی و غیر مذہبی) مقامات پر سیکیورٹی کیمرے (Security Cameras) وغیرہ منصوب۔ سفر (بیرون ملک خواہ اندرون ملک) کیلئے اڈوں اور سواریوں میں اسکا خصوصی تاکیدی اہتمام۔ مذہبی رسوم بالخصوص حج (فرض خواہ نفل)، عمرہ و زیارات حرمین طیبین اس کے بغیر غیر ممکن الوقوع بالفعل۔ کوئی مطاف میں مصروف طواف ہو خواہ مسجدین کریمین کے احاطے کے مابین، حرکت ذاتیہ خواہ عرضیہ سے متحرک ہو یا عدم حرکت کے سبب ساکن، کیمرے اس کے شخص کو ہر وقت محیط۔ ان حالات میں ممکن ہے جناب والا تو خود ساختہ تقوے اور ورع کا کمبل اوڑھ کر مزعومہ پارسائی کے حجرے میں متمکن ہو جائیں مگر وہ لاکھوں علماء و مبلغین کیا کریں جنہوں نے دنیا بھر میں دعوتِ اسلام کا کام سرانجام دینا ہے۔ بدمذہبی ولا دینی (Secularism) پھیلنے کے اغلب امکان کے باوجود کیا وہ سب کچھ چھوڑ کر گھر بیٹھ جائیں؟ پھر یہ اور دیگر عوام اپنے ذاتی امور سے بھی دست کش ہو جائیں؟ پھر تو حضرت ہی سے عرض ہے کہ اپنے حجرے کو اتنی وسعت دیجئے کہ سبھی اس میں سما جائیں یا پھر بسم اللہ پڑھئے! فتویٰ جاری کر کے ہمراہی و رہنمائی کا فریضہ بھی سرانجام دیجئے اور چلئے کہیں دشت و صحرا کی راہ لیتے ہیں۔ (ویسے بھی تحریک خلافت و ہجرت جیسی حماقت کو بہت عرصہ ہو گیا ہے۔)

اگر آپ یہ رہنمائی بھی نہیں فرماتے تو پھر اس رسالے کے صفحہ ۲۶ پر اٹھائے گئے سوال کے مخاطبین میں آپ بھی شمول فرمائیں، نیز آپ سے اتنا مطالبہ مزید ہے کہ فاسق قرار دئے جانے والے (بصرف نظر عوام امت مرحومہ، اکثر واغلب مساجد کے آئمہ، علماء کریمہ اور مشائخِ عظیمہ) کیلئے علانیہ فسق کے احکام کی وضاحت ضرور فرما دیجئے گا تاکہ آئندہ عوام مسلمین ان کے پیچھے نماز اور ان سے بیعت سے احتراز کریں۔

مگر دامن انصاف تھاما جائے تو قول حق وہی ہے جو مولانا الیاس قادری صاحب نے فرمایا کہ جو جائز سمجھتا ہے وہ اس سے دینی فائدہ اٹھائے مگر ناجائز کہنے والوں پر تنقید نہ کرے، اسی طرح ناجائز سمجھ کر بچنے والا بھی جائز سمجھنے والوں کو برا بھلا نہ کہے۔ پھر فرمایا کہ ہمارے لئے دونوں سر کا تاج اور قابل عزت واحترام ہیں۔ یہی 'خیر الامور اوسطھا' پر عمل اور یہی راہ اعتدال پر میانہ چال ہے۔

دور حاضر میڈیے کا دور ہے۔ مووی اس میں کثیر الفوائد ذریعۂ ابلاغ ہے۔ دعوت اسلامی جس کا بڑا کام ہی ابلاغ ہے اسے اس پیج پے نہ آنا چاہئے تو پھر کسے یہ اپنانا چاہئے؟ دین تباہ کرتے، ایمان بگاڑتے، بے دینوں اور بدمذہبوں کو؟ مولانا الیاس صاحب قادری دامت برکاتہم کے فرامین بالکل بجا ہیں کہ 'میں میڈیے کو لادینوں، قادیانیوں، بدمذہبوں اور ایمان کے ڈاکوؤں کے سپرد نہیں کر سکتا، جب تک آخری سانس ہے ڈٹا رہوں گا۔ صورت حال ایسی ہے کہ دنیا اتنی اڈوانس ہوگئی اور میڈیا کا ایک ایسا ذریعہ مل رہا ہے جس سے ان لوگوں کو جو ماڈرن طبقہ ہے جو آڈیو نہیں سنتا اور مووی کے بہانے اگر وہ نمازی بنتا ہے، اس کے عقیدے کی اصلاح ہوتی ہے تو کیوں نہ کی جائے۔ لاکھوں تک پیغام پہنچ چکا ہے مگر ابھی کروڑوں گھرانے ایسے ہیں جو فل ماڈرن ہیں جن تک ابھی پیغام نہیں پہنچا اور غالباً ہم صرف ٹی.وی کے ذریعے ان کے گھروں میں انٹر ہو سکتے ہیں۔ تو کیوں نہ ایسا کریں۔ لادین دہریت پھیلا رہے ہیں، قرآن وحدیث کے خلاف لوگوں کا ذہن بنا رہے ہیں، ہمارے عقیدے پر دھڑا دھڑ حملے کر رہے ہیں مسلمانوں کا مذہب تبدیل کر رہے ہیں، ایسے حالات میں کیا یہ جہاد نہیں ہے کہ بندہ ٹی وی کے ذریعے مسلمانوں کے ایمانوں کا تحفظ کرے؟ میں ٹی وی اسٹیشنوں پر جاؤں، فی الحال میرا ایسا کوئی ذہن نہیں۔ ہاں مجھے اس میں اسلام کی خدمت نظر آئی کہ میرے جانے سے دین کا کوئی بھلا ہو جائے گا تو میں ان شاء اللہ جاؤں گا بھی۔' ذرا آپ بھی ترکِ تشدد فرما کر ایک لمحے کیلئے ٹھنڈے دل سے اس کی حاجت وافادیت پر غور فرمائیں کہ اس سے...... مثلاً...... امر بالمعروف ونہی عن المنکر، اصلاح اعمال اور سب سے بڑھ کر تحفظ ایمان کا فریضہ باحسن وجوہ سرانجام پائے......

......ردِ لادیناں (Seculars) و بدمذہباں ہو کہ جسے سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بوقتِ ضرورت ’فرضِ اعظم‘ قرار دیا ہے،

...... (دہریوں، قادیانیوں، بدمذہبوں اور برے لوگوں سے) ’میڈیا وار‘ (MediaWar) میں بھرپور حصہ ہو۔ دیگر تحریکوں (خصوصاً بدمذہبوں) کا کثیر مال صرف کر کے میڈیا کے استعمال کے ذریعے چھوڑے ہوئے گندے اثرات کا ازالہ ہو،......

...... بدمذہبوں کے سینے پر سانپ لوٹیں، اور یہی اس عمل کے تیر بہدف ہونے کا ثبوت ہو کہ عدو ہمیشہ مخالف تأثر رکھتا ہے،......

......معارف رضا / سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا تعارف عام کرنے میں بھرپور کامیابی ہو (افسوس ناک صورت حال ہے کہ بے دینوں، بدمذہبوں کی مکروہ شخصیات میں سے کسی ایک کے بھی سیدی اعلیحضرت علیہ الرحمہ کے مقابل ادنی حیثیت نہ رکھنے کے باوجود ان کے چیلوں کے میڈیا کے بروقت اور بھرپور استعمال کی وجہ سے بچہ بچہ ان سے متعارف بلکہ ان کے اچھے اور بزرگ ہونے کا معتقد، اور ہم ابھی تک اعلیحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسی عبقری شخصیت کا صحیح طرح سے تعارف کرانے سے قاصر ہونے کے باوجود اب بھی میڈیا کے استعمال میں متذبذب)،......

......’میڈیا‘ کی اہمیت کے بارے میں سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نظریات سے موافقت ہو (فتاوی رضویہ شریف قدیم کی بارھویں جلد میں مندرج سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دردِ سنیت کی ترجمان سطور میں ہر سطر دَور و زمان کے مطابق ’میڈیا‘ کے استعمال کی پکار پکار کر تحریص اور اس سلسلے میں احساس و غیرت کے اَخذ کی ترغیب دلا رہی ہے)، وغیرہ وغیرہ

اب بالا اقبال، حضرت والا جناب کی جانب سے مولانا الیاس قادری صاحب کی ہستی بے داغ پر داغے گئے ان اعتراضاتِ وضیعہ کا غیر وقیعہ ہونا مذکور ہوتا ہے جن میں سے بیشتر غیر منکر کی نکیر پر مشتمل ہیں، اس لئے اولاً اتنی سی تکلیف میں انہیں ضرور دوں گا کہ غیر منکر کی نکیر (جس سے شریعت نے منع نہ کیا، اسے منع کرنے) کا حکم فتاوی رضویہ شریف (قدیم ج ۱۰) میں سے تلاش کر کے ملاحظہ فرمالیں۔

نوافل کی جماعت کے سلسلے میں ہٹ دھرمی یا ڈھٹائی کا کوئی اسم تفضیل یا اسم مبالغہ میرے ذہن میں ہوتا تو ضرور لکھتا مگر بے بضاعتی کے اقرار میں مجھے عار نہیں۔ جب سیدی اعلیٰ حضرت و دیگر اکابر علیہم الرحمہ بصراحت فرما چکے کہ اس کے بارے میں کراہت کا جو حکم ہے وہ کراہت تنزیہی یعنی خلاف اولیٰ ہے، اور اسلاف کے کثیر بزرگوں سے نوافل باجماعت بالتداعی پڑھنا ثابت ہے۔ لہٰذا کوئی اس پر عامل ہو تو اسے روکنا منع ہے، مزید یہ کہ میرا بھی مشاہدہ ہے کہ دعوت اسلامی کے ماحول میں اس سے کثیر دینی مصالح حاصل ہو رہے ہیں (جیسے عبادت سے بے رغبتی و عدم شوق کے اس دور میں ماڈرن نوجوانوں کا شوق و رغبت سے ان کے ساتھ نوافل میں شریک ہونا اور بعدہٗ بیان وغیرہ سن کر گناہوں سے تائب اور نیکیوں پر عازم ہونا نیز بدمذہبوں لادینوں کی صحبت بد بد تر از مار بد سے بچ جانا)، تو اب یہ ضد کیا ہے؟

امام اہلسنت سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ فتاوی رضویہ شریف میں رغم انوف المتشدّ دین کیسا صاف صاف فرماتے ہیں، 'نفل غیر تراویح میں امام کے سوا تین آدمیوں تک تو اجازت ہی ہے، چار کی نسبت کتب حنفیہ میں کراہت لکھتے ہیں یعنی کراہت تنزیہیہ، جس کا حاصل خلاف اولی ہے نہ کہ گناہ وحرام کما بیّناہ فی فتاوینا، مگر مسئلہ مختلف فیہ ہے اور بہت اکابر دین سے جماعت نوافل بالتداعی ثابت ہے اور عوام فعل خیر سے منع نہ کئے جائیں گے۔ علمائے امت وحکمائے ملت نے ایسی ممانعت سے منع فرمایا ہے۔' (الفتاوی الرضویہ قدیم ج۳ ص ۴۶۷) ...... ما اطوّل ذیل العدل لو اُخذ!......

گاؤں میں جمعے کی نماز باجماعت میں نفل کی نیت سے شریک ہونے کے سلسلے میں مفتی قاضی محمد عبدالرحیم صاحب بستوی کا فتوی ہے (جس کے مصدّق نبیرۂ اعلی حضرت تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان صاحب ہیں)، 'تداعی کے ساتھ نفل نماز مکروہ تنزیہی (خلاف اولی) ہے، ناجائز یا حرام نہیں۔' (فتاوی بریلی ص ۸۳)

مگر ان خودساختہ نظریات کا کیا کیا جائے جو ہمیں اس رویے پر جامد کئے ہوئے ہیں کہ ؏ ضد ہے، ہٹ ہے، انکار ہے

در بارۂ تصویر بر رسائل اصلاحیہ عرض ہے کہ کیا ان جیسے 'فدائی اعلی حضرت علیہ الرحمہ اور پاسبانِ مسلک رضا' کو بھی یہ معلوم نہیں کہ سیدی اعلی حضرت علیہ الرحمہ نے 'العطایا القدیر فی حکم التصویر' میں طویل بحث سے امام اجل ابوجعفر طحاوی علیہ الرحمہ سے مروی حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث، 'الصورۃ الراس فکل شیء لیس لہ راس فلیس بصورۃ' کے مطابق یہ ثابت فرمایا ہے کہ تصویر فقط چہرے سے ہے۔ نیز مسکین علی الکنز وغیرہ کتب سے یہ عبارت نقل فرمائی کہ 'ان کان مقطوع الراس لا باس بہ ولو محی وجہ الصورۃ فھو کقطع الراس' یعنی 'اگر تصویر کا سر کاٹ دیا جائے تو پھر اس میں حرج نہیں اور تصویر کا چہرہ مٹا دینا سر کاٹنے کی طرح ہے۔' بحوالہ ہدایہ یہ عبارت ذکر کی کہ 'محو الراس لیس بتمثال' یعنی جس کا سر (چہرہ) مٹا ہوا ہو وہ تصویر نہیں۔'

اب تھوڑی سی تکلیف گوارا فرما کر اپنے 'ید برکت فشاں' سے ان باتصویر اصلاحی تصانیف کو دوبارہ اٹھا کر ملاحظہ فرمائیں کہ کیا اعلی حضرت علیہ الرحمہ کے فرمان کی روشنی میں یہ تصویر کے حکم میں ہیں؟ جب نہیں، تو یہ اونے پونے کمسن اعتراضات کی بھرمار کیوں؟

یہ وہ معروف باتیں ہیں جو عامی مبلغین دعوت اسلامی بھی جانتے ہیں۔ لہٰذا حسن ظن رکھتے ہوئے یہی کہا جائے گا کہ حضرت! تجاہل عارفانہ ترک فرمایئے اور یوں خوامخواہ کا غصہ نہ کھایئے۔ دعوت اسلامی والے ہر قدم پر شرعی رہنمائی پیش نظر رکھتے ہیں۔ ان کا پابند شرع وباعمل ہونا ہر کسی پر آشکار ہے۔ ان کے ظاہر حال سے ان پر حسن ظن ضروری ہے۔

علماء کے بیانات: واہ، سبحان اللہ! علماء کرام کی عزت ولحاظ داری اوران کی حمایت و پاسداری کا ایسا عظیم جذبہ، مرحبا، صد مرحبا! خصوصاً ان میں سے جونمایاں کام کرتا ہوانظر آئے اس کا محاسبہ وتادیب، اس کی تحقیر اور عوام وعلماء کواس سے تنفیر کے اہم فریضہ کی تکمیل، لائق صد تحسین!

باقی حقائق کی روشنی میں عرض پردازی ہے کہ اس کا تجربہ ہو چکنے سے حضور بھی بخوبی آگاہ ہیں، اور یہ بات تو میرے بھی مشاہدے میں ہے کہ ملتان اجتماع کے موقع پر ان کے بیانات دعوت اسلامی کے منشور سے واضح طور پر غیر مطابق تھے۔ رہا دعوت اسلامی والوں کا علماء کرام کے ساتھ معاملہ، تو وہ معظمان دینی اچھی طرح جانتے ہیں کہ دعوت اسلامی والے علم اور علماء دوست ہیں (یہ تاثر من حیث المجموع والمنشور ہے، کسی خاص جگہ یا فرد کی بات نہیں۔ چنانچہ اگر کسی جگہ کوئی دعوت اسلامی والا اس کا خلاف کر رہا ہو تو یہ اس کے نفس امارہ کی شرارت ہے نہ کہ حضرت عطار کی تعلیم)۔ دعوت اسلامی نے علماء کی جتنی محبت وقدر عوام کے دل میں ڈالی ہے اتنی کس نے ڈالی ہے۔ چنانچہ اس بات سے اگر آپ علماء کو اپنے لئے گوشۂ حمایت اور دعوت اسلامی والوں کیلئے جذباتِ نفرت پیدا کرنے پر برانگیختہ کرنا چاہتے ہیں تو یہ خوش فہمی کی تیسری ڈگری (SuperlativeDegree) شاید زیادہ روح افزا ثابت نہ ہو ۔

غم نہیں تم نے جو نظروں سے گرایا ہم کو اہل انصاف نے نظروں پہ بٹھایا ہم کو

مولانا الیاس قادری صاحب کے سلسلۂ ارادت و بیعت یعنی پیری مریدی پر آپ کا طنز واعتراض کتنا بودا ہے۔ کاش کہ آپ نے اتنا تفکر ہی فرمایا ہوتا کہ اس سے دین ومسلک کو نقصان پہنچایا فائدہ۔ اگر فائدہ (جیسا کہ واقع اور اوہام کو دافع ہے) تو اعتراض منقوض، اور اگر نقصان (منشاء اوہام) ہے تو صرف انہی کی یا دیگر (بشمول اسلاف) کی پیری مریدی سے بھی۔ اگر فقط انہی کی سے تو وجہ فرق؟ جب مولانا الیاس صاحب نے اس طریق سے مریدوں کی تربیت کر کے ان سے دین ہی کو فائدہ پہنچایا ہے تو ان پر اعتراض چہ معنی دارد۔ قابل تسلیم بات ہے کہ زمان حاضر میں جس مستعدی سے دینی کام ان کے مریدوں نے کیا ہے شاید ہی کسی کے مریدوں نے کیا ہو۔ ایک پیر صاحب کے بارے میں جانتا ہوں کہ وہ اپنے مریدوں کو بھی ان کے پاس بھیجتے ہیں کہ ان کے پاس تربیت کا نظام ہے جو اس سلسلے کا اصل مقصود ہے۔ کتنے انصاف پسند ہیں وہ پیر صاحب، کاش کہ ہم کم از کم اعتراض کرنے ہی سے باز رہیں۔

عطاری کہلانے پر بھی آپ کا اعتراض سطحی ہے۔ سیدی محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کی ممانعت ایسی قطعی تھی کہ اس کی بنیاد پر دوسروں پر تنقید شروع کر دی جاتی۔ خصوصاً جبکہ اس سے نقصانات کے بجائے کثیر فوائد سامنے آچکے ہوں۔ کثیر دفعات میں نیم بورڈ (NameBoard) دیکھ کر عطاری کی موجودگی کے انکشاف پر بہت سے معاملات ومشکلات سہل وحل ہو گئے۔ نیز ان عطاریوں میں کبھی تعصب کی رمق بھی نہ پائی گئی۔ (اگر کہیں ہو تو ایسا عطاری ابھی اپنے مرشد کی تعلیمات سے عاری ہی ہے۔)

دعوت اسلامی میں بے شمار ایسے مبلغین وذمے داروں کو میں بھی جانتا ہوں جو غیر عطاری ہیں اور ان سے کبھی بھی امتیازی سلوک یا ان کی ترقی میں رکاوٹ کی خبر نہیں۔ (اگر کہیں تنظیمی درجات کی ترقی میں رکاوٹ ہوئی تو اس میں غیر عطاریوں کی تخصیص نہیں ہوئی بہت سے عطاری بھی رہ گئے۔) تو کیا اب بھی ضروری ہے کہ اسے خواہی نخواہی امیر اہلسنّت کی سوءِ نیت ہی پر محمول کریں کہ انہوں نے اس سے ذاتی تشہیر، امتیاز وانفرادیت یا دیگر مشائخ عظام سے تعصب ورقابت وغیرہ خسیس نیتیں مراد لیں۔ کیا حسن ظن کا پلو تھام کر اسے نیاتِ محمودہ پر محمول نہیں کیا جاسکتا۔ ضرور کیا جاسکتا ہے مگر اس کے لئے خوش نظری کی دولتِ کم یاب درکار ہے

جو خوش نظر ہیں ہنر و کمال دیکھتے ہیں ۔۔۔ عیبوں کو ڈھونڈتی ہے فقط عیب جو کی نظر

لقب امیر اہلسنّت کے سلسلے میں امید ہے کہ گزشتہ مکتوب کے صفحہ ۲۲،۲۳ کا دوبارہ مطالعہ مفید رہے گا۔ مزید یہ عرض ہے کہ 'امیر اہلسنّت' ایک لقب ہے جو عقیدت مند حضرات، مولانا الیاس عطار قادری مدظلہ العالی کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ جناب سے حضرات لفظ 'امیر' کی حقیقت سے ناواقف ہونے کی وجہ سے اس پر بہت خفا ہوتے ہیں۔ ہم یہاں فتاوی رضویہ شریف میں بیان فرمودہ 'حقیقتِ لفظِ امیر' کا خلاصہ بیان کر کے فیصلہ قارئین پر چھوڑتے ہیں کہ مہربانوں کا نامہربانوں کی طرح (اس لقب کا حضرت عطار کیلئے) استعمال پر چیں بجبیں رہنا شرعاً کیا حیثیت رکھتا ہے۔

سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے فتاوی رضویہ شریف کتاب السیر میں امیر کی دو قسمیں بیان کی ہیں۔

۱۔ امیر قہری ۔۔۔ ۲۔ امیر اختیاری

امیر قہری ﴾ وہ ہوتا ہے جو باانتخاب مسلمین امیر مقرر ہو۔ اس کیلئے سات شرائط ہیں، اور اس کے ذمے نفاذِ احکام وحدود و اعلانِ جہاد وغیرہ ہیں جنہیں وہ بالجبر نافذ کرے گا۔

امیر اختیاری ﴾ یہ وہ متدین فقہائے اہلسنّت ہیں جن کی طرف امور دینیہ میں طبائع خود رجوع پر مجبور ہوتی ہیں کہ دوسری جگہ ایسا حل شافی نہیں پاتیں۔ ایسا امیر لوگوں کو احکام شریعت بتاتا تو ہے مگر احکام کی تنفیذ میں جبر کا اختیار نہیں رکھتا۔ بتانا اس کا کام ماننا نہ ماننا لوگوں کا اختیار۔ یہ امیر کسی کے انتخاب پر نہیں بلکہ خود باانتخاب الٰہی منتخب ہے۔ دیانت وفقاہت میں اس کا تفرد وتفوق خود ہی اسے متعین کرتا ہے۔ (ملخصاً فتاوی رضویہ جدید ص ۱۲۸ ج ۱۴)

درباب خواب وکرامات عرض ہے کہ بلاشبہ یہ بشارتیں اور کرامتیں بہت سے علماء ومشائخ کو حاصل ہونگی، اور وہ اسے حلقۂ ارادت و عقیدت میں بیان بھی کرتے ہونگے (بلکہ تقریباً سب ہی سے اس کا صدور مشاہد ہے)، اور نیتِ حسن کے ساتھ ایسا کرنے کی شرعاً کوئی ممانعت بھی نہیں بلکہ شیخ اگر اس سے مریدین وعقیدت مندوں کو ازدیادِ عقیدت کی بنا پر خیر وصلاح میں اپنی اطاعت پر ابھارنے، سمع وقبولِ ہدایت کے لئے ذہن سازی کرنے اور تنفیذِ حق کرنے کا قصد خیر کرے تو نہایت حکیم اور طالبِ اجر عظیم ہے۔

لہٰذا امیر اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کے احوال (کہ سُنی، صحیح العقیدہ، متصل السلسلہ، حق کی دعوت دیتے، منکرات سے روکتے باز رکھتے ہیں) سامنے رکھتے ہوئے ان کے معاملے کو (اگر ان کی اجازت سے ایسا ہو رہا ہے تو بھی) اسی محل حسن پر محمول کرنا فرض ہوگا۔ و العمل علی عکسه (أی سوء الظن فیه) یحکم له بالعکس۔ کاش کہ ہم ایک دو مسئلے (اور وہ بھی اپنے زعم) ہی میں نہیں بلکہ ہر مسئلے (بالخصوص حقوق العباد وغیرہ) میں حقیقی طور پر سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دامن تھام لیں تو ایسی غلط بنیادوں پر ایسی منافرت انگیزیوں سے بچے رہیں۔ مذکورہ صورت و مسئلہ پر حضور پر نور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے نہایت جامع اصول اس کی بہترین تفصیل کے ساتھ منقول ہے۔ من لم یعرف فعلیه ان یطالع فتوی امام اہل السنۃ علیہ الرحمۃ فی 'الفتاوی الرضویہ ج ۲۱ ص ۵۹۶'۔ مگر یہ نصح (خیر خواہی) مسلمین جناب کو گر عزیز ہوتی تو ایسی حلیم و حکیم اور نافع و ناصح ہستی پر یوں بے مقصد نشتر زنی کا شغل اختیار نہ فرماتے۔

وہ لوگ ہم نے ایک ہی شوخی میں کھو دیئے   ڈھونڈا تھا آسماں نے جنہیں خاک چھان کے

(اس جواب کے سلسلے میں مجھے بعض معلومات ایک 'اسلامی بھائی' سے حاصل ہوئیں۔ اے کاش کہ یہ حضرات بھی غلط فہمیاں پھیلانے کے بجائے انہیں دور کرنے کیلئے متعلقہ ادارے یا شخصیت سے رجوع کو شیوا بنالیں تو نوبت یہاں تک نہ پہنچا کرے۔)

☆ عرضِ آخر ☆

میرا مقصود ہرگز آپ کی دل آزاری نہیں، اور اگر ہوئی ہو تو (اگر چہ یہ اذی نہیں تا ٔذی ہے) میں پھر بھی معذرت خواہ ہوں۔ مگر میری اس عرض کو شرف قبولیت ضرور عطا فرمائیے گا کہ بے چارے دعوت اسلامی والوں پر اپنے ہی طور پر خواہ مخواہ غصے ہو کر ان کے تعمیری کام میں رکاوٹ نہ بنیں۔ اگر بالفرض آپ انہیں اور سواد اعظم کی اکثریت کو ناحق پر گمان بھی کرتے ہیں تو اصلاح کا یہ انداز تعمیری نہیں۔ اس معاملے میں یقین جانیں آپ طریق اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے ہٹے ہوئے ہیں۔ میں یہی چاہتا ہوں کہ حضور کی توجہ اس طرف مبذول کراؤں کہ آپ جس کام میں پڑ گئے ہیں آپ کا منصب اس کی اجازت نہیں دیتا۔ آپ کو تو چاہیے تھا اہلسنت میں جو افتراق واقع ہو چکا ہے اسے ختم کرنے میں ساعی ہوتے نہ کہ ایک نیا محاذ قائم کر دیتے۔ مختلف فیہ مسائل پر اظہار جلال کے بجائے کیا یہ مناسب نہ تھا کہ متفق علیہ منکرات کا مل کر مقابلہ کیا جاتا۔

مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ فتاویٰ فیض الرسول ج ا ص ۳۵۷ پر سابقہ مذکور فتوے میں اسپیکر کے مسئلے پر شور و شر کرنے والے کو نصیحت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں، ’آج فرائض، واجبات اور سنن کے مقابلے میں بے شمار منکرات شرعیہ (متفق علیہا) برسرپیکار ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو کہ آپ (مختلف فیہ مسائل میں پڑ کر مخالفت کا بازار گرم کرنے کے بجائے) احیاء شریعت کا فرضہ انجام دیتے ہوئے ان منکرات کے رد و انکار پر اپنے فتوے کا زور صرف فرمائیں۔‘ پھر دیکھئے! سنیت آج کس قدر مظلوم ہے۔ اعمال تو کہیں رہے عقائد کے لالے پڑے ہیں۔ ہر طرف بد عملی و بد مذہبی کا دور دورہ ہے۔ دعوت اسلامی والوں نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے فیض سے ان طوفانوں کے خلاف کھڑے ہو کر دنیا بھر میں کفر و نفاق کے ایوانوں میں ہل چل مچا دی ہے۔ کیا آپ انہیں اس محاذ پر تنہا چھوڑ دیں گے۔ نہیں، آپ ایسا نہ فرمائیں۔ یہ اب بھی وہی ہیں۔ ان کے امیر نے انہیں بڑی پیاری فکر اور سوچ دی ہے کہ علماء حقہ، ہمارے موافق ہوں خواہ مخالف، ہمارے سر کے تاج ہیں۔ مولانا عبد الرشید صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ’سمندری‘ والے آپ سے کہیں بڑھ کر مصلب اور اسپیکر کے مسئلے پر دعوت اسلامی والوں سے غیر متفق تھے۔ مگر وہ عالی ظرف آخری دم تک دعوت اسلامی کی حمایت اور ان کی معاونت پر کمر آراء رہے۔ چلئے آپ بھی ایک بار پھر سے، انہیں شفقتوں کیساتھ، ان کی اعانت و پشت پناہی کا آغاز فرما دیجئے۔ اسی میں آپ کا، میرا اور ساری سنیت کا بھلا ہے۔ وگرنہ سوائے نفاق و نفرت اور نقصان سنیت حاصل کچھ نہ ہوگا۔ نیز اگر آپ کے دل میں یہ منصوبہ منوی ہے کہ امیر اہلسنت دامت برکاتہم کی محبت لوگوں کے دلوں سے نکال دی جائے تو آپ جانتے ہیں کہ امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی شخصیت چھپانے کے معاندین نے کیا کیا جتن کئے لیکن خوب گرد اڑانے سے سورج ہو سکتا کہ اپنی نظر سے اوجھل ہو جائے مگر دنیا اس سورج کی تجلیوں سے محروم نہیں رہتی جسے اللہ تعالیٰ روشن کئے ہے۔ چنانچہ جس طرح وہ مظلوم مفکر امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ، اہل محبت کے دلوں کی دھڑکن بن کے رہے یونہی یہ مظلوم مبلغ امیر اہلسنّت دام ظلہ بھی اس دھڑکن کی آواز بن چکے ہیں اور ہر طرف سے یہ آواز آرہی ہے۔

ع عطارؔ ہمارا ہے، عطار ہمارا ہے

؎ من آنچہ شرط بلاغ ست با تو می گویم
تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

اللھم ربنا فاغفر لنا و لا خواننا الذین سبقونا با لایمان ٥

ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا، ربنا انک رؤوف رحیم ٥

امین بجاہ طٰہٰ و یٰسٓ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ وسلّم

ماہنامہ 'رضائے مصطفیٰ' میں جناب مدیر حفیظ نیازیؔ صاحب کی جانب سے دعوت اسلامی والوں کو مخاطب کر کے ایک نظم بھی قلم بند تھی جس میں طنز کا رنگ بھی تھا۔ مناسب سمجھا کہ دعوتِ اسلامی والے دوستوں کی طرف سے میں ہی انہیں، انہی کے رنگ میں کچھ عرض کرنے کی جسارت کروں کہ شاید ان کی طبعِ درشت پر یہی کارگر ہو۔ چنانچہ پڑھئے۔

نیازیؔ کی خدمت میں عرضِ حجازیؔ

جناب نیازیؔ ذرا غور ہو
ہے کہتا حجازیؔ ذرا غور ہو

سوال ایک میرا ہے تم سے حضور
جواب اس کا دینا مجھے خود ضرور

کرے کوئی فرعی اگر اختلاف
کیا حکم شرعی ہے اس کے خلاف؟

کیا 'فتنہ پرور' اور 'سخت دل'
اسے بھی کہیں گے بلا حسد و غل

اگر ہوگا 'ہاں' میں تمہارا جواب
پھر تھام کر دل سنئے جناب

بو حنیفہ کے تلمیذ ہیں صاحبین
اختلاف مسائل ہے ان کے ما بین

آپ ان مسائل سے غافل نہیں
'بڑے مفتی صاحب' ہیں جاہل نہیں

اگر پہلے 'عدم توجہ' رہی
ذرا بیٹھ تنہائی میں آج ہی

'نور ایضاح' سے بس 'ہدایہ' تلک
'کتب درسی' ہی کی دیکھ لیں اک جھلک

بیسیوں ایسی باتیں وہاں پائیں گے
جنہیں پڑھ کے اوسان اڑ جائیں گے

اک بات تمثیل کے طور سے
لکھتا ہوں پڑھ اس کو تو غور سے

نمازوں کے اوقات دیکھو ذرا
پڑھو غور سے کس نے کیا ہے کہا؟

خصوصاً نماز ظہر اور عصر
ہوں گی ادا ٹھیک کس وقت پر

صاحبین کے قول کو مان کر
مثل اول پے ہی پڑھ لے کوئی اگر

نہیں ہو گی یا ہو گی اس کی عصر؟
حالانکہ استاذ کے قول پر

باعث فرضیت اس نے پایا نہیں
کہ وقت عصر ابھی آیا نہیں

'غیر اہم سا' یہ نہیں مسئلہ
ہوتا ہے یاں بھی ضیاع فرض کا

اب 'حنفیت' کے بنیں 'پاسباں'
اور تھام کر دل کریں یہ بیاں

کہ صاحبین 'حنفی' رہے یا نہیں
اور 'فتنہ پرور' بنے یا نہیں

'حنفیت' ان کی میں ہے نہیں گر کمی
کہو عدل سے پھر بھلے آدمی

'رضویت' حنفیت سے بھی کمزور ہے
بس سپیکر نے جس کو دیا توڑ ہے؟

اس پے اگر تم کرو یہ تنبیہ
دیکھو جی وہ تو بڑے ہیں فقیہ

ہم ان کی باتوں میں آتے نہیں
کوئی ان پہ فتویٰ لگاتے نہیں

پھر تم سے میری عرض ہے جناب
اس بات کا ہی مجھے دیں جواب

طریقت میں ہیں آپ بھی قادری
غوث اعظم فقاہت میں تھے حنبلی

مختلف ان سے کتنے مسائل میں ہو
قادریت کی پھر بھی حمائل میں ہو

'فقہ' میں تھے غوث کم مفہمت؟
بو حنیفہ میں تھی کیا نہ روحانیت؟

یقیناً تھے دونوں میں دونوں کمال
یہی مان کر ہم رہیں بے ملال

مگر دونوں کا مختلف رنگ ہے
جسے دیکھ کر اک جہاں دنگ ہے

تری بات ہی اب رہا ہوں سنا
بہت غور کر کے ذرا یہ بتا!

کرتے ہو خود بھی عمل اس پہ 'یا'
اوروں کی خاطر ہے اس کو رکھا

سراسر ہو موم! یا سنگ ہو!
دو رنگی کو دے چھوڑ یک رنگ ہو!

اب جلد 'حنفیت' چھوڑ دو
یا بیعتِ غوث جلی توڑ دو

یقیناً نہیں ہو گا اک کام بھی
آئے گا لیکن نہ آرام بھی

جواب اس کا کچھ تو کہو گے ضرور
مگر اتنا پیش نظر ہو حضور

اپنے دفاع میں دو جو بھی دلیل
قوی ہو کہ یا ہو وہ بے حد علیل

اپنے موقف پہ واضح ہو وہ
تا مجھ نکمے کو ناصح ہو وہ

اوراس سے خود آپ یک رنگ ہوں
ثابت ہی عطّار دو رنگ ہوں

ورنہ کریں کچھ تو خوف خدا
عطّار کا جرم ہے اور کیا

یہی نا کہ فرعی مسائل ہیں جو
وہاں فقہی رخصت پہ عامل ہیں وہ!

تصویرِ جامد کے وہ ہیں خلاف
سپیکر و مووی میں ہے اختلاف

اگر آپ ان کو بھی قطعی کہیں
مجلّہ میں پھر ذکر نص وہ کریں

وہ آیت ہو یا خبر مشہور ہو
صراحت سے اس میں یہ مذکور ہو

کہ 'مووی' 'سپیکر' بغرض مفید
بھی ہیں غیر جائز اور با وعید

اگر نہ ہو آیت و نہ ہی حدیث
جس میں کہ ان کو کہا ہو خبیث

پھر تو قیاسی ہے یہ مسئلہ
سوچیں گے جس کو بڑے علماء

یہ بات تو پھر ہے ظاہر بہت
کہ جب رائے دیں مل کے ماہر بہت

نہ ممکن ہے اک بات ہی سوچنا ہے مشکل خلفشار کو روکنا

جب رائے دیں ماہریں اس پہ دو ذوالیسر اک' ثانی ذو عسر ہو

بتاؤ یہ حکم شریعت ہے کیا کرو عسر میں قوم کو مبتلاء

حاشا و کلا ہرگز نہیں ایسا کوئی حکم آیا کہیں؟

بلکہ یہ فرمان ہے خوبرو تنگی کرو مت، بَلْ یَسِّروا!

غرضِ عرض تو ہے بس اس قدر کہ فرعی مسائل میں ہو نہ جبر

دیوانوں کو مت للکاریئے در اپنے سے بھی نہ دھتکاریئے

ان کو نہ باغی ہی ٹھہرایئے نہ طعنے جفا کے ہی سنوایئے

حضرت! یہ درویش دلدادہ ہیں بہت سیدھے سادھے، بہت سادہ ہیں

حضرت جی! ان سے نہ نفرت کریں پہلی سی ہی ان پے شفقت کریں

فرعی تخالف اگر ہو کہیں فتنہ کا باعث وہ ہر گز نہیں

وہ کیا ہے تخالف بتائیں ذرا جسے پیارے آقا نے رحمت کہا

اگر آپ کو اس سے انکار ہے اسے فتنہ کہنے پہ اصرار ہے

تو پھر 'ماہنامہ' میں اے 'با وفا' لگے فتوی سب پر ایک سا

کہ یہ بھی 'دو رنگی' کا ہی ہے دھرم چلے دیکھ کر اتنا تیرا قلم

اگر بات ہو 'شیخ عطارؔ' کی پھر تو یہ ہو مثل تلوار کی

اگر بات آجائے گھر کی طرف تو سب پھرتی ہو جائے اسکی تلف

اگر ہو کسی کا عقیدہ خراب کہو اس کو جتنا برا بھی جناب

کریں گے نہ اس پر شکایت تری بلکہ کریں گے حمایت تری

کہ سب ٹھیک جس کے عقائد نہیں ہر گز ہمارا وہ 'قائد' نہیں

مگر سنیوں کو تو کر دیں معاف فرعی مسائل میں لا یتلاف

آخر میں میری ہے ربّ سے دعا کرم ایسا کر سے بچے مصطفیٰ

ہر گز غضب میں نہ آئیں نیازیؔ مقبول ہو جائے عرضِ حجازیؔ

’لا یجد العَجول فرحا و لا الغَضوب سرورا‘ جلد باز اور غصیلی شخصیت فرحت و سرور کی نعمت سے عموماً محروم ہی رہتی ہے۔ ہمارے ممدوح بھی ’تولو، پھر بولو!‘ کے سنہری اصول پر عامل ہوتے تو ضرور فی التأنی السلامۃ (یعنی ٹھہراؤ میں سلامتی ہے) کا ثمرہ پاتے۔مگر انہوں نے جب الجلوس مع الاخوان مسلّاۃ للاَحزان (یعنی بھائیوں کے ساتھ مل بیٹھنا غموں کی تسلی ہے) کے ذریعے اِرواءِ غلیل نہ چاہا بلکہ پردیس میں جا کر واویلا مچانے کو ترجیح دی تو وہ فرّ من المطر، وقف تحت المیزاب (یعنی بارش سے بھاگا اور پرنالے کے نیچے پناہ لی) ثابت ہوا اور بے مہریٔ یارانِ وطن کے دلبر داشتہ کی پردیسی و غربت میں بھی کچھ پذیرائی نہ ہوئی۔

حضرت نے ماہنامہ اعلیٰ حضرت، ہند میں ’مدنی التجا‘ کے طنزیہ عنوان سے مولانا الیاس صاحب عطار قادری کے بارے میں تخریب کے جو خار بوئے تھے ان کی چبھن سبھی دردمندانِ سنیت نے محسوس کی اور کئی حساس شخصیات سراپا صدا ہو کر ان کی بیخ کنی کی طرف مشیر ہوئیں تا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ نفرت کے یہ تخم کل کو افتراق و تشتت کی جھاڑیاں بن کر راہِ دین و مسلک کی روک ہو جائیں۔ مولانا توصیف رضا نوری اور رکن مجلس شرعی ہند، نامور فقیہ مولانا المفتی شمس الہدی مصباحی انہی شخصیات میں سے ہیں جنہوں نے بروقت اس شورشِ تازہ کی سرکوبی میں قدم اٹھایا اور اسے اس کے مورد پر بند کر کے رکھ دیا۔

آیئے! اولاً مولانا توصیف رضا نوری صاحب کے مسلکی جذبات و احساسات ملاحظہ کیجئے، جو اسی ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی میں چھپ چکے ہیں، پھر مولانا شمس الہدی صاحب مصباحی کا درد اور اس درد کا نتیجہ انوکھا، اچھوتا ردِّ بے درد اور نشترِ خوشتر بھی نظر نواز فرمایئے، جو ’ماہنامہ کنز الایمان، دہلی‘ میں چھپ چکا ہے۔

لیجئے، پڑھئے!..........

مکّی التجا

از...... مولانا محمد توصیف رضا نوری

کلثوم کلاتھ اسٹور، مدینہ ہاؤس، بلڈنگ نمبر۲، جوگیشوری ویسٹ ممبئی ۱۰۲

مخدوم والا تبار، حضرت مولانا سبحان رضا خاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

مزاج ہمایوں!

ماہ اپریل، مئی، جون ۲۰۰۶ء 'ماہنامہ اعلیٰ حضرت' کا مشترکہ شمارہ نظر نواز ہوا۔ صفحہ ۲۶ پر شائع شدہ مضمون 'مدنی التجا' میں سب سے پہلے اس جملے پر نظر پڑی کہ 'اب مولوی الیاس صاحب مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف کھل کر میدان میں آگئے ہیں۔ اب کسی رعایت ورواداری کے مستحق نہیں' لہٰذا اول تا آخر پورے مضمون کو بار بار پڑھا مگر مجھے کوئی ایسا جملہ نہ ملا جو مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف ہو۔ ہوسکتا ہے پاکستان کی اصطلاح میں مسلک اعلیٰ حضرت اختلاف مسائل پر بھی بولا جاتا ہو۔ مگر ہندوستان میں میری نظر میں اب تک مسلک اعلیٰ حضرت کا اطلاق مسلک اہلسنت و جماعت پر ہی ہوتا رہا ہے۔ ہندوستان میں جب وہابیہ دیابنہ کا فتنہ اٹھا، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کا انکار کیا گیا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق کہا گیا کہ حضور مر کر مٹی میں مل گئے (معاذ اللہ تعالیٰ)، یارسول اللہ کہنے پر شرک کا فتویٰ گڑھا گیا، اختیاراتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حاضر و ناظر، میلاد و قیام، نذر و نیاز وغیرہ کا انکار کیا گیا، غرض کہ بے شمار عقائد، خلافِ عقائدِ اسلاف گڑھے گئے۔ اس وقت امام اہلسنّت مجددِ دین وملّت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اسلاف کا عقیدہ ہمیں عنایت کیا اور ہمارے دین وایمان کی حفاظت کی۔ اس بنیاد پر اس مسلک اہلسنّت کا نام مسلک اعلیٰ حضرت ہوا۔ چونکہ یہ گستاخِ رسول اپنے کو اہلسنّت و جماعت کا فرد بتا کر ہی گستاخیاں کر رہے تھے اس لئے لفظ مسلک اعلیٰ حضرت اور بریلوی سے اس کی اپنی ایک شناخت بنائی گئی۔ بطور حوالہ اسی 'ماہنامہ اعلیٰ حضرت' میں مولانا شمشاد حسین رضوی بدایوں کا مضمون 'لفظ بریلوی فکر وتنقید کے تناظر میں' صفحہ ۴۶ تا ۵۹ بغور مطالعہ کیا جائے۔ ان شاء اللہ حق واضح ہوجائے گا۔

ورنہ اگر مسائل فرعیہ کا نام مسلک اعلیٰ حضرت ہوتا تو حضور کے دادا، مفسر اعظم حضرت مولانا ابراہیم رضا خاں قدس سرہ اور حضور کے والد ماجد ریحانِ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان، مفتی افضل حسین صاحب اور مفتی جہانگیر صاحب کو ہرگز ہرگز منظر اسلام بریلی شریف میں زینت تدریس بنا کر نہ رکھتے۔ اگر یہ کہا جائے کہ ان دونوں حضرات نے لاؤڈ اسپیکر کے اپنے فتویٔ جواز سے رجوع کر لیا تھا، تو عرض یہ ہے کہ مفتی افضل حسین صاحب کے رجوع کی تحریر ان کے وصال کے کافی عرصہ بعد ابھی ماضی قریب میں مفتی جہانگیر کے وصال کے کچھ پہلے ہی منظر عام پر آئی اور مفتی جہانگیر صاحب نے بھی بالکل آخر زمانے میں رجوع فرمایا اور اخیر تک منظر اسلام سے کسی نہ کسی طرح ان کا لگاؤ رہا۔

اسی طرح اگر لاؤڈ اسپیکر کا جواز اگر مسلک اعلیٰ حضرت کی تغلیط ہے تو تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا ازہری میاں، مفتی نظام الدین رضوی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کو اپنے یہاں فقہی سیمینار میں کیوں مدعو کیا؟ حالانکہ وہ تو خالص اہل سنت و جماعت کا اور مسلک اعلیٰ حضرت والوں کا سیمینار تھا۔ اسی طرح لاؤ ڈ اسپیکر کے عدم جواز پر کتاب تحریر فرمانے والے حضرت علامہ مفتی محبوب علی خاں صاحب کے صاحبزادے اور لاؤڈ اسپیکر کے عدم جواز پر کتاب تحریر کرنے والے شیر بیشۂ اہلسنت کے بھتیجے نقیب اہلسنّت، ناصر ملت حضرت علامہ مولانا منصور علی خان رضوی امام وخطیب سنی مسجد مدنپورہ ممبئی، اگرچہ وہ لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے عدم جواز کے قائل ہیں مگر خود لاؤڈ اسپیکر پر ہمیشہ نماز پڑھاتے ہیں۔ اسی طرح ممبئی اور ہندوستان میں بہت سے علماء ہیں مگر انہیں کوئی مسلک اعلیٰ حضرت کی تغلیط وتر دید کرنے والا نہیں کہتا، اوران سے اہلسنّت کے فرد کی طرح میل جول اور ربط وضبط رکھا جاتا ہے۔ اسی طرح مووی وغیرہ کے متعلق علامہ سعید احمد کاظمی علیہ الرحمہ اور علامہ مدنی میاں وغیرہم کو کیوں اس بنیاد پر اہلسنّت سے خارج نہیں کیا گیا۔ پیر خانۂ اعلیٰ حضرت کے جانشین امین ملت حضرت سید امین میاں برکاتی سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف اور نقیب اہلسنّت حضرت مولانا منصور علی خان صاحب اور نائب سجادہ نشین مارہرہ مقدسہ حضرت سید نجیب حیدر صاحب قبلہ، حضرت مولانا کوکب نورانی صاحب وغیرہ کی مووی (v.cd) علی الاعلان فروخت ہو رہی ہے، کوئی انہیں مسلک اعلیٰ حضرت کی تغلیط وتر دید کرنے والا نہیں کہتا بلکہ تمام علماء اہلسنّت اور عوام اہلسنّت ان کو اپنے یہاں جلسہ وجلوس میں بلاتے ہیں اور خود بھی شریک ہوتے ہیں۔ آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء ممبئی کے جنرل سکریٹری مولانا منصور علی خان کی دعوت پر اکثر جلوس غوثیہ میں حضور تاج الشریعہ ازہری میاں اور شہزادۂ تاج الشریعہ وغیرہ شریک ہوتے ہیں۔ ممبئی میں قطب کو کن حضرت مخدوم ماہمی کی طرف ایک برک کو منصوب کیے جانے پر مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ ویلاس راؤ دیشمکھ کو خلیفہ حضور مفتی اعظم سراج ملت علامہ سید سراج اظہر صاحب قادری رضوی اور دیگر علماء اہلسنّت نے ہدیہ تہنیت پیش کیا۔ ان کی منظر کشی ایک بڑے نمایاں ہورڈنگ کے ذریعہ کی گئی۔ حضرت سراج ملت خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند کی تصویر دو دن تک بھنڈی بازار جنکشن اور ناگپاڑہ جنکشن پر لگی رہی۔ دو دن بعد صرف خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند حضرت سراج ملت کی تصویر پر ایک چپی لگا دی گئی، وہ بھی صرف چہرے پر۔ آج تک حضرت سراج ملت کی جانب سے نہ توبہ نامہ نہ رجوع نامہ شائع ہوا۔ مگر انہیں مسلک اعلیٰ حضرت کی تغلیط وتر دید کرنے والا تو درکنار بلکہ ان تمام اکابر واصاغر علماء وعوام کا میل جول وربط وضبط ہے۔ ابھی کچھ عرصہ قبل مولانا ہاشمی میاں کچھوچھوی نے خود بریلی شریف میں حضور والا (حضرت سبحانی میاں صاحب) کے ساتھ ملاقات فرمائی تھی، جبکہ مولانا ہاشمی مووی وغیرہ کو جائز ہی نہیں

بلکہ علی الاعلان بر سر عام بنواتے بھی ہیں۔ اب میں مولانا سے گزارش کروں گا کہ وہ حضور سجادہ حضرت سبحانی میاں صاحب پر بھی مسلک اعلیٰ حضرت سے دوری اور مولانا ہاشمی سے میل جول کے جرم میں مسلک اعلیٰ حضرت کی تغلیط وتردید کرنے کا حکم صادر فرمائیں مولانا خوشتر نورانی علیگ ایڈیٹر ماہنامہ جام نور دہلی نے جب دورۂ پاکستان کیا تو کئی علماء پاکستان پر بھی مذکورہ بالا حکم صادر فرمائیں۔

اسی طرح جہاں تک کتابوں پر بغیر چہرے کے ذی روح کی تصاویر کا معاملہ ہے، جواز وعدم جواز سے ہٹ کر کئی علماء اہلسنت کی کتابیں اس طرح کی تصاویر سے مزین پیش کی جاسکتی ہیں۔ مولانا سراج رضوی بہرائچی کی ایک کتاب 'مجرم عدالت میں ہے'، اس کتاب میں الٹے چہرے کے ساتھ مجرم کی گردن میں زنجیر ہے اور اس کا ایک سرا گنبد اعلیٰ حضرت سے بندھا ہوا ہے۔ بہر حال، مولانا کے شائع شدہ مکتوب میں لاؤڈ اسپیکر مووی ذی روح تصاویر وغیرہ کے ہم بھی عدم جواز کے قائل ہیں مگر مولانا نے علماء اہلسنّت کو ورغلانے کیلئے اس طرح کے جملے استعمال فرمائے ہیں جو قطعاً مناسب نہیں۔ انہیں چاہئے کہ ان جملوں سے رجوع کریں اور اسے ماہنامہ اعلیٰ حضرت میں شائع فرمائیں۔

اخیر میں عرض ہے کہ غالباً ۱۹۸۰ء کی بات ہے ہندوستان کے ایک بڑے عالم دین مدینہ منورہ حاضر ہوئے وہاں انہیں حضور سیدی قطب مدینہ علیہ الرحمہ کے در دولت پر بارہا بلکہ تقریبا روزانہ جب تک مدینہ منورہ میں مقیم رہے حاضری کا شرف رہا۔ انہیں حضور قطب مدینہ سے اجازت وخلافت بھی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ پاکستان کے کچھ حضرات حضور قطب مدینہ کی مجالس میلاد میں نہایت والہانہ انداز میں کلام اعلیٰ حضرت وسلام اعلی حضرت پڑھا کرتے تھے۔ انہوں نے ایک دن پوچھا کیا آپ حضرات شہزادگان اعلیٰ حضرت سے مرید ہیں؟ انہوں نے کہا نہیں۔ پوچھا آپ حضرات خاندان اعلیٰ حضرت سے بیعت ہیں۔ انہوں نے نفی میں جواب دیا۔ پھر پوچھا کیا آپ سلسلۂ اعلیٰ حضرت میں بیعت ہیں؟ انہوں نے پھر نفی میں جواب دیا، تو ان علماء دین نے پوچھا، آپ حضرات کن سے بیعت ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا، ہم سرحد کے ایک مجددی یا نقشبندی (دونوں میں سے کسی ایک تذکرہ کیا) سلسلے کے بزرگ سے بیعت ہیں۔ تو وہ عالم دین ان کے کلام وسلام اعلیٰ حضرت کے اس والہانہ انداز پر بہت متعجب ہوئے۔ تو ان پاکستانی حضرات نے جواب دیا کہ ہمیں محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد خاں صاحب نے بس ایک ہی ذہن دیا، اے پاکستان کے سنیو! تم مرید کسی بھی پیر کے رہو مگر اعلیٰ حضرت سب کے ہیں۔ اسی بنا پر ہم اعلیٰ حضرت سے عقیدت ہے۔ مگر انہی محدث اعظم پاکستان کے مرید مولانا صاحب 'سنی رضوی علماء' کا جملہ اپنے مکتوب میں استعمال کر کے 'غیر رضوی سنی علماء' کو خارج کر رہے ہیں۔ کیا وہ اہلسنّت کے علماء میں سے نہیں؟ اس جملے سے نہ جانے 'غیر رضوی سنی علماء' کو کتنی شدید تکلیف ہوئی ہوگی۔

ع نشتر جو لگاتا ہے وہ دشمن نہیں ہوتا

مکّی استدعا بجواب 'مدنی التجا'

من جانب: مولانا المفتی شمس الہدیٰ الرضوی

استاذ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ (یوپی) ورکن مجلس شرعی انڈیا

نفاق خواہ عمل میں ہو یا عقیدہ میں ہو بہر صورت مسلک اعلیٰ حضرت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ سے کافی دور ونفور ہے۔ آپ کی دو تحریر، تحریر دروں اور تحریر بروں کے مطالعہ کا اتفاق پڑا۔ جو دونوں تحریریں آپس میں متعارض اور متناقض ہونے کے ساتھ ساتھ رنگ نفاق سے بھی بھرپور رنگین ہیں۔ حسد و کینہ، عناد اور تخریب کاری بھی جا بجا نظر آ رہی ہے۔

تحریر دروں میں رقمطراز ہیں 'اب مولوی الیاس صاحب مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف کھل کر میدان میں آ گئے ہیں۔ اب کسی رعایت ورواداری کے مستحق نہیں۔ مولوی الیاس کا فتنہ اب مولوی غلام رسول سعیدی سے زیادہ خطرناک ہے کئی مسائل میں مسلک سیّدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی تغلیط اور عملاً تردید کر رہے ہیں۔'

اور تحریر بروں میں ارقام فرماتے ہیں 'حضرت مولانا محترم، حضور والا، ہمایوں قدر امیر دعوت اسلامی، حضرت محترم آپ کے قلب انور پر گرد وملال نہ پڑے دست بستہ یہ بھی عرض کر دوں، آپ وسیع النظر ہیں عنایت سے شرف قبول بخشیں، آپ ماشاء اللہ مبلغ اعظم اہل سنت ہیں اللہ عزّ وجلّ آپ کا ظل ہمایوں سلامت رکھے۔ فقیر نواز وغیرہ وغیرہ۔' کیا یہ الفاظ رعایت ورواداری نہیں ہیں؟ دیگراں نصیحت خود را فضیحت۔

غالباً آپ سمجھے ہوئے تھے کہ یہ منافقانہ چال چھپی رہے گی مگر عجب اتفاق کہ دونوں تحریریں ایک ہی ساتھ شائع ہو گئیں۔ چاہ کن را چاہ درپیش۔ اور آپ کا یہ مقالہ بقلم خود اہم مؤدبانہ اور مہذب انداز کا مقالہ ہے۔ خیر پورا مقالہ پڑھنے کے بعد آپ کی تہذیب کا تو اندازہ ہر قاری لگا ہی لے گا۔

نیز تحریر بروں میں ہے 'جتنے مرید آپ کے آج تک ہوئے ہیں ہر روز ہوا کریں ہمیں اس سے کوئی خطرہ نہیں اور تحریر دروں 'زیادہ خطرناک' کا اعلان کر رہی ہے، اور اہل فہم پر عیاں ہے کہ سالبہ کلیہ کی نقیض موجبہ جزئیہ ہے۔ آپ دعویدار ہیں کہ میں مخلصانہ ہمدردانہ معروضات پیش کر رہا ہوں، کیا اخلاص اور ہمدردی یہی ہے کہ معروضات ماہنامہ میں، وہ بھی ملک کے باہر شائع کی جائیں اور شائع کرنے کیلئے کافی دباؤ کا خط بھی لکھا جائے۔ کیا یہ طریقہ اصلاح ہے یا اِفساد؟ کیا آپ صاحب معاملہ سے خود ملے اور براہِ راست انہیں یہ معروضات پیش کیں؟ کیا اور دیگر طرق اصلاح وصلاح اپنائی گئیں؟ غالباً جواب منفی ہی ہوگا۔

بہر حال، مولانا کی ہر بات (عطاری وغیرہ) کا جواب الحمد للہ فقیر کے پاس موجود ہے۔ مگر ان باتوں کے جواب کیلئے فقیر کے پاس وقت نہیں، کیونکہ فقیر کے ذمے بحمد اللہ دیگر دینی مشاغل بھی ہیں۔ یہ بھی واضح کر دوں کہ فقیر سیدی مرشدی سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے بیعت ہے، اور ٹی.وی، مووی، لاؤڈ اسپیکر اور دیگر معمولات جو مولانا نے تحریر کئے ہیں (ان کے غلط جملوں اور غلط بیانی کو چھوڑ کر) علماء اہلسنّت اور مولانا کے ساتھ ہے، نہ کبھی لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھی نہ مووی وغیرہ بنوائی۔ مولانا سے گزارش ہے کہ آئندہ ان غلط جملوں غلط بیانی سے پرہیز کرتے ہوئے ان سے رجوع کریں۔

ہاں! آپ نے خَالِـف تُـعرف کے فارمولے پر ضرور گرم جوشی سے عمل کیا ہے۔ کیا یہی مسلک اعلیٰ حضرت قدس سرّہٗ ہے؟ علمبردار مسلک اعلیٰ حضرت کا ٹائٹل صرف لگا لینے سے جماعت کی تعمیر کا کام نہ ہوگا۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تابکجا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس طرح سنّیت کا شیرازہ منتشر ہوگا۔ اور خود آپ اپنے اس عمل سے کیا سنّیت کا شیرازہ یکجا کر رہے ہیں۔ ذرا غور فرمالیں آپ ہی جیسے لوگوں کیلئے عرب کی یہ مثل مشہور ہے یری احدکم خزعاً فی عین اخیہ ولا یری جذعا فی عینہ دوسرے کی آنکھ کا تنکا دکھائی دیتا ہے اور اپنی آنکھ میں درخت کا تنا ہو تو بھی نظر نہیں آتا۔ یہ حدیث پاک بھی ہمیں پیش نظر رکھنی چاہئے: 'تمہارا یہ بڑا عیب ہے کہ لوگوں کے عیوب پر تمہاری نظر ہو اور تم کو اپنا عیب نظر نہ آئے اور یہ بھی بڑے عیب کی بات ہے کہ تم لوگوں سے اس بات پر ناراض ہو جاؤ جس کے مرتکب تم خود ہوتے ہو' (مرقاۃ ۲/۶۰۷) کسی دلیل کی روشنی میں فوٹو اور مووی وغیرہ کی اجازت سے آپ کے بقول مسلک اعلیٰ حضرت پامال ہو رہا ہے۔ کیا خوب مسلک اعلیٰ حضرت آپ نے سمجھا ہے۔ کیا اسی معنی میں آپ علمبردار مسلک اعلیٰ حضرت ہیں؟ جلالۃ العلم حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے آپ ہی جیسی قدآور شخصیات کیلئے فرمایا تھا۔ 'لوگ کام نہیں کرتے اس کی تکلیف کم ہے اور کام کرنے نہیں دیتے اس کی تکلیف بہت زیادہ ہے۔'

آپ کو اگر مولانا قادری دام ظلہ کی حیرت انگیز مقبولیت دیکھی نہیں جاتی ہے تو زیادہ پریشان نہ ہوویں۔ اس قلبی مرض کے ازالہ کی کچھ دعا تو ضرور ہی معلوم ہوگی پڑھ کر سینہ میں دم کر لیا کریں اور خدارا جماعت کا کام ہونے دیں۔ اگر اس راہ میں کچھ تعاون نہیں پیش کر سکتے تو کم از کم روڑا مت ڈالیں۔ بدمذہبوں کا اگر عملی جواب ہمارے پاس ہے تو وہ دعوت اسلامی ہے۔ اس کا اعتراف ہر خاص و عام کو ہے۔ آپ اپنی اس شر انگیز تحریر سے جاہلوں کو تو ورغلا سکتے ہیں مگر ارباب علم و دانش دریں چہ شک کوالا اپنے سے کچھ متاثر نہ ہوں گے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ مجدد اعظم رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کے بعض تلامذہ نے بھی بعض مسائل میں اختلاف نظر رکھا ہے۔ بلکہ خود امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد سیکڑوں مسائل میں اختلاف رائے رکھتے تھے مگر ان حضرات کے عہد مبارک میں نہ اس اختلاف سے مسلک اعلیٰ حضرت پر کچھ حرف آیا اور نہ مسلک احناف پر کوئی ضرب لگی اور نہ آپ جیسا کوئی شور و غوغا کرنے والا نظر آیا۔ کیا آپ نہیں جانتے کہ مرشدی الکریم سرکار مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دور میں کئی فحول علماء لاؤڈ اسپیکر کے سلسلہ میں اختلاف رائے رکھتے تھے۔ بعض محققین نے اس مسئلہ میں اپنی تحقیق بھی پیش فرمائی ہے وہ کتابی شکل میں موجود ہے۔ آپ کو تحفظ مسلک اعلیٰ حضرت کی بڑی فکر ہے تو اس کا تحقیقی جواب لکھ کر شائع کریں تو سمجھ میں آجائے گا کہ اَدنے پونے جدید محقق کون ہیں؟ اونٹ پہاڑ نہیں دیکھتا تو اسے سب سے اونچا قد اپنا ہی نظر آتا ہے۔ چند اکابر کا نام لیکر ان کے متوسلین معتقدین کو بھڑکانے کی ناپاک کوشش مت کریں کہ ان حضرات کو دعوت نہیں دی جاتی۔ کیا اسکے سبب آپ کسی کو اہلسنّت سے ہونے میں شک کرنے لگیں گے اور کیا فقیہ عصر مفتی شریف الحق اور فقیہ ملت مفتی جلال الدین امجدی وغیر ہما رحمہما اللہ تعالیٰ اکابر اہلسنّت سے نہ تھے جو دعوت اسلامی کے اجتماعات میں نہ صرف شرکت بلکہ پرزور حمایت بھی ہمہ دم فرماتے رہے۔

حضرت مولانا محمد الیاس قادری عطار صاحب اگر اپنے مریدین کو عطاری لکھتے لکھواتے ہیں تو آپ بتائیں کہ یہ کون سا شرعی جرم عظیم ہے کہ آپ اس قدر بپھر گئے۔عمل کا مدار نیتوں پر ہے اور اللّٰہ یعلم السرائر مومن کے سلسلہ میں حسن ظن ہی رکھنا چاہئے لیکن آپ کا حال تو وہی ہے کہ لومڑی کو انگور نہ ملے تو کھٹے ہیں۔آپ نے یہ نہ دیکھا کہ یہ حملہ کہاں تک پہنچے گا آپ کے ارشاد کے مطابق اب اشرفی، نعیمی، امجدی، عزیزی وغیرہ وغیرہ سب نامناسب ہے۔کیا آپ جیسا مزاج یہ نہیں بول سکتا ہے کہ رضوی بھی لکھنا مناسب نہیں برکاتی لکھو بلکہ قادری لکھو بلکہ اب حنفی، شافعی وغیرہ بھی نہ کہو محمدی کہا اور لکھا کرو۔

کیا وہابی اسی طرح کا اعتراض نہیں کرتے ہیں؟ سچ فرمایا گیا علی اهلها تجنی براقش۔

حضور محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ نے اگر تواضع یا کسی اور جذبۂ خیر کے تحت اپنے مریدین کو سرداروی نہیں کہلوایا تو کہلوانے والوں پر کون سا فرد جرم عائد ہو گیا۔حق تو یہی ہے کہ جیسی نیت ویسی برکت۔

حضرت مولانا قادری صاحب کو امیر اہلسنّت کہنے پر اکابر سے سبقت لے جانا ہو گیا اور خود آپ انہیں مبلغ اعظم اہلسنّت کہیں تو اکابر سے سبقت لے جانا نہیں ہے۔یہ عجب آپ کی منطق ہے۔یا ایسا تو نہیں کہ امیر اہلسنّت آپ کو کہنا چاہئے تھا مگر نہ کہا گیا اس لئے تکلیف کافی ہے۔یا وہی وہابیوں والی کٹ حجتی ہے کہ اعلیٰ حضرت کا لفظ امام احمد رضا کو نہ کہو کیوں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو حضرت کہتے ہو تو انہیں اعلیٰ حضرت کیسے کہہ دیا؟ ابوحنیفہ کو امام اعظم کیسے کہتے ہو؟ جب کہ امام اعظم تو نبی پاک ہیں وغیرہ وغیرہ۔ المرأیقیس علی نفسہٖ کے بموجب قادری صاحب کو آپ نے اپنے مزاج کا سمجھ لیا ہے، جب ہی تو کہہ رہے ہیں کہ مسائل کا از خود فیصلہ نہ فرمایا کریں۔اگر قادری صاحب کو ایسا ہی کرنا ہوتا تو نو پیدا مسائل کے حل کی خاطر شرعی بورڈ کیوں بناتے اور سیکڑوں علمائے کرام سے رابطہ کر کے مسائل کا حل کیوں نکالتے۔ ہاں شاید آپ کو اس بورڈ میں نہ رکھا ہو، اس لئے فیصلہ خود سے ہونے لگا۔

حضرت مولانا قادری صاحب کو مجدد اعظم بریلوی قدس سرہٗ سے کتنی والہانہ عقیدت ومحبت ہے ذرا حسد وعناد کا عینک اتار کر ان کی کتابوں کو دیکھیں ان کے بیانات سنیں، مریدوں کے مابین تذکرۂ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ معلوم کرلیں۔میرا بھی مولانا کیساتھ کئی بار کا سابقہ پڑا تو یہی دعا دل سے نکلی کہ خدایا ہم سب کے دلوں میں ایسا ہی عشق رضا جاگزیں فرما اور صرف زبانی جمع خرچ سے محفوظ رکھ آمین۔

عموم بلوی اور اختلاف زمانہ وغیرہ اسباب ستہ کی بناپر قول مجدد اعظم یا قول امام اعظم کیا بلکہ نص شرع بھی تبدیل ہو جایا کرتی ہے۔

کیا آپ فی زمانہ لا تمنعوا اماء اللّٰہ مساجد اللّٰہ والی حدیث مشہور کے سبب عورتوں کو مساجد میں جا کر نماز پنجگانہ ادا کرنے کی نہ صرف اجازت بلکہ ضروری قرار دیتے ہیں؟

الحق مر کی روشنی میں یہ کلام آپ کو بُرا تو ضرور لگے گا مگر کاش آپ تخریبی مزاج کے بجائے تعمیری مزاج بنا لیتے تو جماعت کا بہت سا کام انجام پاتا۔ آپ آئندہ اس قسم کی تخریب کاری سے باز آئیں تا کہ اس انداز میں جواب دینے کی نوبت نہ آئے۔

اے کاش! آپ سے بالمشافہہ گفتگو ہو جاتی تو شاید بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ ہو جاتا۔ لعل اللّٰہ یحدث بعد ذالك امرا

ع نشتر جو لگاتا ہے وہ دشمن نہیں ہوتا

اللّٰہ ھو الموفق و یھدی السبیل

شمس الہدیٰ الرضوی

استاذ الجامعۃ الاشرفیہ

مبارک پور اعظم گڑھ (یوپی)

و رکن مجلس شرعی انڈیا